بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم
عوام سے سالانہ خواص اور معاونین سے ہندوستان سے باہر
ایڈیٹر یعقوب علی تراب ...... احمدی

الحکم

جاری شدہ ۱۳۱۹

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۲ | دار الامان قادیان ۲۴ اگست سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلماتِ طیبات
حضرت امام آخر الزمان مسیح الرحمن

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۳۱ جلد ۵

سورۃ الفاتحہ یہ جو قرآن شریف کا باریک نقشہ ہے اور ام الکتاب بھی جس کا نام ہے خوب غور کرو کہ اس میں اجمال کے ساتھ قرآن کریم کے تمام معارف درج ہیں چنانچہ الحمد للہ سے اس کو شروع کیا گیا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ تمام محامد اللہ ہی کے لیے ہیں اس میں یہ تعلیم ہے کہ تمام منافع اور ترقی زندگی کی ساری بہبودگیاں اللہ ہی کی طرف سے آتی ہیں کیونکہ ہر قسم کی ستائش کا سزاوار جب کہ وہی ہے تو معطی حقیقی بھی وہی ہو سکتا ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ کسی قسم کی تعریف و ستائش کا مستحق وہ نہیں بھی ہے۔ جو کفر کی بات ہے۔ پس الحمد للہ میں کیسی توحید کی جامع تعلیم پائی جاتی ہے جو انسان کو دنیا کی تمام چیزوں کی عبودیت اور بالذات نفع رساں ہونے کی طرف سے لے جاتی ہے اور واضح اور بین طور پر یہ ذہن نشین کرتی ہے کہ ہر نفع اور سود حقیقی اور ذاتی طور پر خدا تعالیٰ کی ہی طرف سے آتا ہے کیونکہ تمام محامد اسی کے لئے سزاوار ہیں۔ پس ہر نفع اور سود میں خدا تعالیٰ ہی کو مقدم کرو۔ اس کے سوا کوئی کام آنے والا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے اگر خلاف ہو تو اولاد بھی دشمن ہو سکتی ہے اور ہو جاتی ہے پھر اسی سورۃ فاتحہ میں اس خدا کا نقشہ دکھایا گیا ہے جو قرآن شریف منوانا چاہتا ہے اور جس کو وہ دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ چنانچہ اس کی چار صفات کو ترتیب وار بیان کیا ہے جو امہات الصفات کہلاتی ہیں جیسے سورۃ فاتحہ ام الکتاب ہے ویسے ہی جو صفات اللہ تعالیٰ کی اس میں بیان کی گئی ہیں وہ بھی ام الصفات ہی ہیں اور وہ یہ ہیں

رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین

ان صفات اربعہ پر غور کرنے سے خدا کا گویا چہرہ نظر آ جاتا ہے۔ **ربوبیت** کا فیضان بہت ہی وسیع اور عام ہے اور ہمیں کل مخلوق کی کل حالتوں میں تربیت اور اس کی تکمیل کے تکفل کی طرف اشارہ ہے۔ غور تو کرو جب انسان اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر سوچتا ہے تو اس کی امید کس قدر وسیع ہو جاتی ہے اور پھر **رحمانیت** یہ ہے کہ بدون کسی عمل عامل کے ان اسباب کو مہیا کرتا ہے جو بقائے وجود کے لئے ضروری ہیں دیکھو چاند سورج ہوا پانی وغیرہ بدون ہماری دعا اور التجا کے اور بغیر ہمارے کسی عمل اور فعل کے اس نے ہمارے وجود کے بقا کے لئے کام میں لگا رکھے ہیں اور پھر **رحیمیت** یہ ہے کہ عامل کو ضائع نہ کرے۔ اور **مالک یوم الدین** کا تقاضا یہ ہے کہ بامراد کر دے جیسے ایک شخص امتحان کے لئے

بہت محنت سے طیاری کرتا ہے مگر امتحان میں دو چار نمبروں کی کمی رہجاتی ہے تو دنیوی نظام اور سلسلہ میں تو اس کا لحاظ نہیں کرتے اور اس کو گرا دیتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی **رحیمیت** اس کی پردہ پوشی فرماتی ہے اور اسکو پاس کرا دیتی ہے۔ **رحیمیت** میں ایک قسم کی پردہ پوشی مخفی ہوتی ہے **عیسائیوں کا خدا** ذرا بھی پردہ پوش نہیں ہے ورنہ **کفارہ** کی کیا ضرورت رہتی ایسا ہی **آریوں** کا **خدا** نہ ربّ ہے نہ رحمان ہے کیونکہ وہ تو بلا مزد اور بلا عمل کچھ بھی کسیکو عطا نہیں کر سکتا۔ یہانتک کہ **ویدوں** کے اصول کے موافق گناہ کرنا بھی ضروری معلوم دیتا ہے مثلاً ایک شخصکو اگر کسی اُس کے عمل کے معاوضہ میں گائے کا دودھ دینا مطلوب ہے تو بالمقابل یہ بھی ضرور ہے کہ کوئی برہمنی (اگر یہ روایت صحیح ہو) زنا کرے تاکہ اس فسق و فحش کے بدلہ میں وہ گائے کی جون میں جائے اور اس عامل کو دودھ پلائے خواہ وہ اُس کا خاوند ہی کیوں نہ ہو۔ غرض جب تک ایسا سلسلہ نہ ہو گا کوئی عامل اپنے عمل کی جزا ویشر کے خزانہ سے پا نہیں سکتا کیونکہ اس کا سارا سلسلہ جوڑ توڑ ہی سے چلتا ہے مگر **اسلام** نے وہ **خدا** پیش کیا ہے جو جمیع محامد کا سزاوار ہے اس لئے معطی حقیقی ہے۔ وہ **رحمٰن** ہے بدون عمل عامل کے اپنا فضل کرتا ہے پھر **مالکیت** یوم الدین جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے **بامراد** کرتی ہے دنیا کی گورنمنٹ کبھی اس امر کا ٹھیکہ نہیں لے سکتی کہ ہر ایک بی اے پاس کرنیوالیکو ضرور نوکری دے گی۔ مگر خدا تعالیٰ کی گورنمنٹ کامل گورنمنٹ اور لا انتہا خزائن کی مالک ہے اُس کے حضور کوئی کمی نہیں۔ کوئی عمل کرنے والا ہو وہ سبکو قائز المرام کرتا ہے۔ اور نیکیوں اور حسنات کے مقابلہ میں بعض ضعفوں اور سہووں کی پردہ پوشی بھی فرماتا ہے۔ وہ **توّاب** بھی ہے اور **مستحی** بھی ہے اللہ تعالیٰ کو ہزار ہا عیب اپنے بندوں کے معلوم ہوتے ہیں مگر وہ ظاہر نہیں کرتا ہاں ایک **وقت** ایسا آجاتا ہے کہ بیباک ہو کر انسان اپنے عیبوں میں ترقی پر ترقی کرتا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی حیا اور پردہ پوشی سے نفع نہیں اُٹھاتا بلکہ دہریت کی رگ اُس میں زور پکڑتی جاتی ہے تب خدا تعالیٰ کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ اس بیباک کو چھوڑا جاوے اس لئے وہ ذلیل کیا جاتا ہے۔

مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کو **محمد حسین** کی نسبت الہام ہوا کہ اس میں کوئی عیب ہے اُس نے چاہا کہ وہ ظاہر کر دیں مگر انھوں نے یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ کی حیا مانع ہے۔ پھر انھوں نے اس کی نسبت ایک **رؤیا** میں دیکھا کہ اس کے کپڑے پھٹ گئے ہیں چنانچہ اب وہ رویا پوری ہو گئی۔

غرض میرا مطلب تو صرف یہ تھا کہ رحیمیت میں ایک خاصہ پردہ پوشی کا بھی ہے مگر اس پردہ پوشی سے پہلے یہ بھی ضروری ہے کہ کوئی عمل ہو اور اس عمل کے متعلق اگر کوئی کمی یا نقص رہ جاوے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحیمیت سے اُسکی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ رحمانیت اور رحیمیت میں فرق یہ ہے کہ رحمانیت میں فعل اور عمل کو کوئی دخل نہیں ہوتا مگر رحیمیت میں فعل و عمل کو دخل ہے لیکن کمزوری بھی ساتھ ہی ہے۔ خدا کا رحم چاہتا ہے کہ پردہ پوشی کرے اسی طرح مالک یوم الدین وہ ہے کہ اصل مقصد کو پورا کرے۔ خوب یاد رکھو کہ یہ **اُمہات الصفات** جانی طور پر

خدا نما تصویر ہیں

انپر غور کرتے ہی معاً خدا سامنے ہو جاتا ہے

اور **روح** ایک لذت کے ساتھ اُچھل کر اُس کے سامنے سربسجود ہو جاتی ہے چنانچہ

الحمد للہ

سے جو شروع کیا گیا تھا تو غائب کی صورت میں ذکر کیا ہے لیکن ان صفات اربعہ کے بیان کے بعد معاً صورت بیان تبدیل ہو گئی ہے کیونکہ ان صفات نے خدا کو سامنے حاضر کر دیا ہے اس لئے حق تھا اور فصاحت کا تقاضا تھا کہ اب غائب نہ رہے بلکہ حاضر کی صورت اختیار کی جاوے پس اس دائرہ کی تکمیل کے تقاضا نے مخاطب کی طرف منہ پھیرا اور

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ

کہا

یاد رکھنا چاہیئے کہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ میں کوئی فاصلہ نہیں ہے ہاں اِیَّاكَ نَعْبُدُ میں ایک قسم کا تقدم زمانی ہے کیونکہ جس حال میں محض اپنی رحمانیت سے بغیر ہماری **دُعا** اور درخواست کے ہمیں انسان بنایا اور انواع و اقسام کی قوتیں اور نعمتیں عطا فرمائیں اسوقت ہماری دعا نہ تھی بلکہ محض اُسکا فضل ہمارے شامل حال تھا۔ اور یہی تقدم ہے۔

میں پھر بیان کرتا ہوں اور یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ رحم دو قسم کا ہوتا ہے اوّل **رحمانیت** دوسرا **رحیمیت** کے نام سے موسوم ہے رحمانیت تو ایسا فیضان ہے کہ جو ہمارے وجود اور ہستی سے بھی پہلے شروع ہوا مثلاً اللہ تعالیٰ نے ہمارے وجود سے پیشتر ہی زمین و آسمان چاند و سورج اور دیگر اشیا ارضی و سماوی پیدا کی ہیں جو سب کی سب ہمارے کام آنے والی ہیں اور کام آتی ہیں دوسرے حیوانات بھی ان سے فائدہ اُٹھاتے ہیں مگر وہ جب کہ بجائے خود انسان ہی کے لیئے مفید ہیں اور انسان ہی کے کام آتے ہیں تو گویا مجموعی طور پر انسان ہی ان سے فائدہ اُٹھانیوالا ٹھیرا۔ دیکھو جسمانی امور میں کیسی اعلیٰ درجہ کی غذائیں کھاتا ہے اعلیٰ درجہ کا گوشت انسان کیلئے ہے

ٹکڑے اور ہڈیاں کتوں کے واسطے جسمانی طور پر تو کسی حد تک حیوان بھی شریک ہیں مگر روحانی لذات میں جانور شریک نہیں ہیں۔ پس یہ دو قسم کی رحمتیں ہیں ایک وہ جو ہمارے وجود سے پہلے ہی عطا ہوئی ہیں اور دوسری وہ جو رحیمیت کی شان کے مونے ہیں اور وہ **دعا** کے بعد پیدا ہوتے ہیں اور ان میں ایک فعل کی ضرورت ہوتی ہے۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کو بیان کر دیا جاوے کہ قانون قدرت میں ہمیشہ دعا کا تعلق ہے آج کل کے **نیچری** طبع لوگ جو علوم حقہ سے محض بے خبر اور ناواقف ہیں اور ان کی ساری تگ و دو کا نتیجہ یورپ کے طرز معاشرت کی نقل اُتارنا ہے **دعا** کو ایک بدعت سمجھتے ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ **دعا** کے تعلق پر کچھ مختصر سی بحث کی جاوے۔

دیکھو ایک بچہ جب بھوک سے بیتاب اور بے قرار ہو کر دودھ کے لئے چلاتا ہے اور چیختا ہے تو ماں کی پستان میں دودھ جوش مار کر آ جاتا ہے حالانکہ بچہ تو دعا کا نام بھی نہیں جانتا لیکن یہ کیا سبب ہے کہ اس کی چیخیں دودھ کو جذب کر لاتی ہیں یہ ایک ایسا امر ہے کہ عموماً ہر ایک صاحب کو اس کا تجربہ ہے بعض اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ مائیں اپنی چھاتیوں میں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتی ہیں اور بسا اوقات ہوتا بھی نہیں لیکن جونہی بچہ کی دردناک چیخ کان میں پہنچی فوراً دودھ اُتر آیا ہے جیسے بچہ کی ان چیخوں کو دودھ کے جذب اور کشش کے ساتھ ایک علاقہ ہے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اُس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اُسکو کھینچ لاتی ہے اور **میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیت دعا کی صورت میں آتا ہے میں نے اپنی طرف کھینچتے ہوئے محسوس کیا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے۔** ہاں آج کل کے زمانہ کے تاریک دماغ فلاسفر اسکو محسوس نہ کر سکیں یا نہ دیکھ سکیں **تو یہ صداقت دنیا سے اُٹھ نہیں سکتی** اور خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ **میں قبولیت دعا کا نمونہ دکھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں**

(باقی آئندہ)

خدا
کی باتیں ہی سچی ہوتی ہیں

ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب یوسف نامی ایک شخص میرٹھ کا پٹھان عیسائی ہوا تھا اس وقت حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود نے ایک اشتہار کے ذریعہ ظاہر کیا تھا **جو خشک ٹہنیاں ہیں وہ مجھ سے کاٹی جاویں گی۔** خدا کے برگزیدہ کے مُنہ سے نکلی ہوئی باتیں جو آسمانی اشارہ سے اُس نے لکھی تھیں بہرحال پوری ہونی ہی تھیں مگر افسوس اور واویلا اُس پر جو اس کا مصداق ہوا۔ کسی کا ہدایت کے بعد گمراہ ہونا بہت بڑی شقاوت کا نشان اور اہل نظر کے لئے عبرت اور خوف کا مقام ہے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ.

چنانچہ ہم ناظرین کی اطلاع کے لئے شائع کرتے ہیں کہ اس پیشگوئی کے موافق **نبی بخش** نمبردار بٹالہ حضرت اقدس کے سلسلہ عالیہ احمدیہ سے عضو ماؤف کی طرح الگ کیا گیا ہے اب یہ شخص اپنے دوسرے غزنوی یا بوپڑی بھائیوں کی طرح اس سلسلہ حقہ کا دشمن اور مخالف ہے اس لئے ایسے کذاب اور مفتری کے ساتھ **احمدی قوم** کا کوئی ممبر تعلق نہ رکھے اور اس کی منافقانہ چالوں سے آگاہ رہے یہ چند سطریں صرف اعلان عام کے لئے لکھی جاتی ہیں اور عنقریب ایک مفصل مضمون اس کے شائع کردہ رسالوں پر شائع کیا جاویگا اگرچہ یہ شخص اور اس کے رسائل اس قابل نہیں ہیں کہ ان پر التفات کی جاوے مگر محض خلق اللہ پر ترحم کر کے حضرت مولانا عبد الکریم صاحب نے حضرت اقدس علیہ السلام کے ایما سے ارادہ فرمایا ہے کہ اسکی حقیقت کو طشت از بام کیا جاوے بہرحال اسوقت اس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کہ حضرت اقدس اور آپ کی جماعت سے اس شخص کا کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ مفتری علی اللہ احمدی قوم کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھنے کے قابل نہیں ہے لہٰذا احمدی قوم آگاہ رہے اس سے درحقیقت ہمارے سلسلہ عالیہ کو کوئی مضرت نہیں پہنچ سکتی بلکہ انبیاء علیہم السلام کی تمام سنتیں اسکے حق میں پوری ہو کر اسکی راستی پر مہر کرتی ہیں۔ یہ خدا کی مستمرہ عادت رہی ہے کہ دل کے ناپاک ایک وقت میں راستبازوں سے الگ کر دئے جاتے ہیں **وَكَانَ وَعْدُ رَبِّنَا مَفْعُوْلًا۔**

بقیہ مضمون

مراسلت

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۳۱ جلد ۵

نمبر ۹ تیسرے موسیٰ نے خدائے واحد کی پرستش کی تعلیم فرمائی (استثنا ۵: ۶ سے ۹ تک اور استثنا ۶: ۴) "میرے آگے تیرا کوئی دوسرا خدا نہ ہو الخ" "سن لے اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے"۔ بخلاف مسیح کے کہ انہوں نے (بقول آپ کے) تثلیث بنائی۔ اور استثنا ۱۳ باب میں سوائے اُس خدا کے جسکو یہودیوں نے جانا دوسرے کی پرستش کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جسطرح خدا کو یہودیوں نے جانا اُس میں تثلیث نہیں تھی۔ مسٹر گلبرٹ اناٹیس اور ٹیکل کی شرح کے صفحہ ۴۲ و ۴۳ میں فرماتے ہیں۔ تثلیث کو عقلی دلائل سے ثابت کرنا محض بیفائدہ کوشش ہے۔ اسبات کو ہم قبول کرتے ہیں کہ اسبات کا ہمکو خیال ہرگز نہیں ہوتا اگر انجیل ہمپر ظاہر نہیں کرتی۔ الغرض موسیٰ نے خدا کی واحد کی پرستش کی تعلیم فرمائی اور بھی جتنے نبی آتے گئے سب خدا کو واحد ہی بتاتے رہے بخلاف مسیح کے کہ انھوں نے تثلیث کی تعلیم فرمائی۔ پس مسیح موسیٰ کے مثیل نہیں ہوسکتے۔

نمبر ۱۰۔ چوتھے مسیح تابع موسیٰ کے تھے (متی ۲۳: ۲) فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ (۳) اسلئے وہ جو تمہیں ماننے کو کہیں مانو اور عمل میں لاؤ لیکن اُن کے سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں پر کرتے نہیں۔ دیکھئے جسطرح اور نبی جو موسیٰ کے بعد آئے توریت پر عمل کرنے کو کہتے رہے اور توریت کے تابع رہنے کو تاکید کرتے رہے اسی طرح مسیح نے کہا۔ پس مطیع اپنے مطاع کا مثیل اور برابر نہیں ہوسکتا۔

نمبر ۱۱۔ اب میں اسبات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ اُس مماثلت کی تردید کروں جو علمائے مسیحی یسوع اور موسیٰ میں بیان کرتے ہیں۔

(۱) موسیٰ کلیم اللہ تھا اور عیسیٰ کلمۃ اللہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ عیسائی علما ک ل اور م سے مماثلت سمجھتے ہیں؟ کلمہ کے معنے (جیسا آپ لوگ بیان کرتے ہیں) اگر خدا کے ہیں تو کیا خدا اور موسیٰ مثیل ہوسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ کلمہ کے معنے خدا کے آپ زبردستی بیان کرتے ہیں۔ اور یوحنا باب اول میں جو کلمہ کا لفظ آیا ہے۔ اُس سے مراد کلام الٰہی ہے یعنی انجیل وغیرہ۔

(۲) "موسیٰ خدا اور انسان کا درمیانی ہے اور ایسا ہی مسیح"۔ خوب! ایسی ہی مماثلت ہے تو وہ مثیل ثابت ہولئے۔ لیکن آخر کیا کریں جب کوئی دلیل نہیں ملتی تو ادھر ادھر بہکے پھرتے ہیں۔ خدا اور بندہ کا درمیانی تو ہر ایک نبی ہوا کرتا ہے۔ اس میں مسیح کی کیا خصوصیت ہے۔ اور وہ تو خود خدا ہے پھر درمیانی کیا۔؟

(۳) موسیٰ نے بنی اسرائیل کو زمین مصر سے نکالا اور انکو فرعون کی غلامی سے آزاد کیا۔ مسیح ایمانداروں کو ابلیس کی غلامی سے آزاد کرتا اور گناہوں کے مصر سے نکال کر حیات اور راحت اور اطمینان قلب کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ صرف اعتقادی بات پیش کردی گئی یسوع ہی کب شیطان کی غلامی سے آزاد ہوئے۔ شیطان کے کہے پر شیطان کے ساتھ چلے گئے۔ حواری بھی مسیح سے لعنت ملامت سنتے رہے۔ پولوس نے پطرس پر لعنت کی۔ پولوس کو بھی شیطان مکے رہا۔ لوتھر مقدس کو شیطان تنگ کرتا رہا اور کتھرائن بی بی سے بھی زیادہ جھگڑتا رہا۔ کل عیسائیوں کو رومن کیتھلک بنا کر بُت پجواتا رہا۔ موسیٰ نے جسمانی طور پر خدا کے دشمنوں فرعون اور فرعون کی ہمراہیوں کو غارت کرکے مظفر و منصور بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لایا نہ کہ صرف خیالی طور پر۔

(۴) موسیٰ بنی اسرائیل کو کوہ سینا کے بیابان میں لے گئے تاکہ اُن کو زمین موعود تک پہونچا دیں۔ مسیح ایمانداروں کو اس جہان کے جنگل سے لیجاتا ہے تاکہ اُس اعلیٰ درجہ کی چراگاہ تک پہونچا دے۔ یہاں بھی وہی اعتقادی بات ہے جسکا کوئی ثبوت نہیں پیش کیا گیا ہے۔ بلکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جسطرح موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو کوہ سینا کی بیابان میں لے گئے تھے تاکہ زمین موعود تک پہونچا دیں آخر اُن کے خلیفہ نے زمین موعود تک پہنچایا اسی طرح اپنے صحابہ کو مکہ (فاران) سے مدینہ [illegible] کے بیابان میں لایا تاکہ زمین موعود تک پہنچاویں۔ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون۔ (زبور)

(۳) ایساہی اُن کے خلیفہ نے زمین موعود یعنی شام میں پہونچایا اور قرآن اور زبور کا وعدہ پورا ہوا اور اب تک پورا ہوتا آیا اور پورا ہوتا رہیگا۔

(۵) موسیٰ اور اُس کا گروہ خدا کے دشمنوں سے لڑا اور پھر جب مسیح آئیگا تو ایساہی کریگا۔ ابھی تک آپ لوگ مسیح کی انتظاری میں ہیں اور معلوم نہیں کہ یہ پیشگوئی جھوٹی بھی ہوچکی۔ کیونکہ مسیح نے اپنی نسبت وعدہ کیا تھا کہ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب ہو نہ لے یہ نسبت کبھی نہ گذریگی (لوقا ۲۱: ۳۳) چنانچہ کل حواریوں نے یہی سمجھ لیا کہ مسیح اتنی جلد آئیگا کہ ہم سب اُسکو دیکھ لیں گے۔ تو یہ کیسا جھوٹ ہوا۔ علاوہ اس کے مکاشفات ۲: ۱۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ مُنہ کی دو دھاری تلوار سے لڑیں گے یہی عجیب مماثلت ہے۔

نمبر ۱۲ اب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کی مماثلت بیان کرتا ہوں۔

(۱) موسیٰ علیہ السلام کسی نبی کے ماتحت نہ تھے ویسے ہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہے۔ فاحکم بینهم بما انزل الله ولا تتبع اهواءهم عما جاءك من الحق پس حکم کر اُن میں جو کچھ اُتارا اللہ نے اور مت پیروی کر اُن کی خواہش کی چھوڑ کر راہ حق کو جو تیرے پاس آئی ہے۔ بخلاف مسیح کے کہ وہ ماتحت تھے (متی ۲۳: ۲ و ۳)

(۲) موسیٰ کی شریعت میں ظاہری اور باطنی دونوں احکام ہیں ویساہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں۔ باقی آئندہ

(امانت حسین احمدی اوریئی)

بقیہ مضمون

مکتوب

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۳۱ جلد ۵

سچ تو یہ ہے کہ جسکو خدا تعالیٰ گمراہ کرے اسکو کون ہدایت دیوے اگر میاں فضل الرحمٰن میں کچھ قبولیت اور برکت ہے تو وہ کیوں مقابلہ کے لئے میدان میں نہیں آتے بہرحال جب اشتہار وجودیوں کے نام چھپیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ایک پرچہ فضل الرحمٰن کے نام بھی روانہ کیا جائے گا وجودی بُرا مانیں یا بھلا مانیں ہمارا منشا ہے کہ ان کو چاہ ضلالت سے باہر نکالیں اور جس خدا کو ابھی انھوں نے شناخت نہیں کیا اس کی طرف رجوع دلادیں ان هٰؤلاء متبر ما هم فيه و باطل ما كانوا يعملون۔

قولہ کیوں صاحب دیانند میں کیا مناسبت تھی جسکو آپ خرچ دیکر بلاتے تھے۔

اقول وا ے بریں عقل و دانش کیا دیانند کو کسی فیض حاصل کرنے کے لئے بلایا گیا تھا اسپر اتمام حجت منظور تھی مگر آپ کے پہلے طمع اور منافقانہ خطوں سے فیض پانے کی درخواست پائی جاتی تھی سو اُسپر لکھا گیا تھا کہ تم میں مرض الحاد وانداد لگا ہوا ہے فیض پانے کی تم میں مناسبت نہیں ہے لیکن اب ہم نے آپکو دوسری صورت پر پاکر اور دیانند کا قائمقام سمجھکر آپ کی درخواست کو قبول کرلیا ہے اب دیکھتے ہیں کہ آپ آجاتے ہیں یا وجودیکی روباہ بازی آپ پر غالب آکر اس ارادہ سے آپ کو باز رکھتی ہے اور نیز یاد رہے کہ دیانند اگرچہ کافر تھا مگر آپ کے الحاد سے ایک گونہ اس کا کفر جزو فضیلت کی رکھتا تھا کیوں کہ وجودی نہیں تھا اور اور اپنی قوم کے وجودیوں کو نہایت نابکار اور پلید فرقہ خیال کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر انسان پرمیشر ہے تو تعجب ہے کہ وہی پرمیشر پاپ کرے اور سزا پاوے دیکھو ستیارتھ پرکاش۔

قولہ مینے سُنا ہے کہ دیانند گئے تھے اُسنے بھی حیلہ کردیا تھا اور کچھ نہ دکھایا تھا جھوٹے کتاب میں لکھدیا کہ دیانند کو خرچ دینے کا وعدہ بھی کیا مگر وہ نہ آیا۔

اقول لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ اگر آپ ایسے ایسے افترا نہ کریں تو کیونکر ثابت ہو کہ وجودی درپردہ دشمن خدا اور رسول ہیں کیوں صاحب اگر آپ اس دعوی میں جھوٹے نکلے تو آپ کو کیا سزا دینی چاہیئے۔ میری پاس دیانند کا دستخطی انکاری خط اب تک موجود ہے جو صندوق میں بحفاظت رکھا ہوا ہے اور قادیان کے آریوں سے بھی آپ حلفاً دریافت کرسکتے ہیں اگرچہ وہ آپ کیطرح دشمن دین ہیں مگر دشمن راستی کو کہاں تک چھپائے گا۔ قادیان کے وجودی خدا اور رسول کو علانیہ گالیاں دیتے ہیں اور قرآن شریف سے ٹھٹھا کرتے ہیں مگر آپ نے ابھی ابجد شروع کی ہے کیوں نہ ہو وجودی جو ہوئے وجودی شتر پروں کے اندر شناخت کیا جاتا ہے۔ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْن قاتلهم الله انی یؤفکون

قولہ کیوں ایسا کہا جس کا ثابت کرنا اپنے اختیار میں نہیں۔

اقول اے بے شرم ایسا دعوی کس نے کیا جس کا ثبوت اختیار سے باہر ہو ہم نے تو وہ دعوی کیا جو آفتاب کی طرح روشنی دکھلا رہا ہے محبان خدا اور رسول کبھی ذلیل نہیں ہوتے اور نہ وہ جھوٹے دعوے کرتے ہیں وہی آخر فتح پاتے ہیں کیونکہ ہر میدان میں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہوتا ہے۔ ان حزب الله هم الغالبون

قولہ آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد۔

اقول قال اللہ تعالیٰ۔ الشعراء يتبعهم الغاوون اس زمانہ کے جاہل یہ خیال کرتے ہیں کہ اپنے تئیں ظاہر کرنا منافی شان ولایت ہے ان کے نزدیک ولی وہی ہے کہ جو خبرش باز نیامد کا مصداق ہو۔ لیکن اصل حقیقت وہ ہے جو ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ مردان کامل پر لازم و واجب کیا جاتا ہے کہ اپنے تئیں ظاہر کریں۔ وہ اظہار کے لئے مامور ہوتے ہیں جیسے دوسرے اخفا کے لئے اسی وجہ سے انبیا و رسول اپنے تئیں ظاہر کرتے رہتے ہیں اور جو لوگ بوجہ عظمت قربت نبیوں اور رسولوں کے حکم میں اور انھیں کے قائم مقام اور انھیں کی قوتیں اپنے اندر رکھتے ہیں وہ عورتوں کی طرح چھپکر نہیں رہتے کیونکہ وہ روحانی طور پر جنگی مرد ہیں ہاں جو ایسے عابد اور زاہد ہیں جو مخنث کے حکم میں ہیں اُن کو چاہیئے کہ برقعہ پہنکر بیٹھیں اور نہ یاد رکھیں کہ ولایت سلب ہو جائیگی اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ حضرت شیخ سعدی کے مصراع مذکورہ بالا سے مطلب یہی اور ہے جسکو نادان وجودی نہیں سمجھتے اور وہ یہ ہے کہ جو باطنی تعلقات اولیاء اللہ کو اللہ جل شانہ سے ہوتے ہیں اُن تعلقات سے کسیکو کچھ خبر نہیں ہوتی وہ اپنے رب جلیل سے ایک ایسی نسبت رکھتے ہیں کہ انسان تو کیا فرشتوں کو بھی اسپر اطلاع نہیں ہوتی ہاں ہر ایک صاحب بصیرت حسب استعداد خود انکی ظاہری استقامت و برکات سے انکی عظمت کا قائل ہوتا ہے مگر وہ لوگ بوجہ اُس راز دقیق کے جو انکو خدا تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے گم کے حکم میں ہیں۔ تحسبهم ايقاظا وهم رقود وہ خلق اللہ سے ہر وقت دور ہوتے ہیں اسی وجہ سے انکی اندرونی حالت میں تصرف کرنا اور اُن کے اخلاق اور افعال اور اطوار کی نسبت کوئی رائے لگانا ہر ایک معمولی حالت کے انسان کا کام نہیں ورنہ ہلاک ہوجائے گا۔ چو بیت المقدس درون پر ز تاب رہا کردہ دیوار بیرون خراب ◆

قولہ آپ لکھتے ہیں کہ شیخ عبد القادر گو مجھ میں سے کچھ فرق اور قدم میں مناسبت ہے مگر یہ بھی مثل دعوے تجدیدیت و الہامیت دعوی بے دلیل ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

اقول جب آپ پر بہ کچھ مرتبہ ابھی خط میں واضح کرچکا ہوں کہ مجددیت و الہامیت کا دعوی بے دلیل نہیں۔ بلکہ میں نے اتمام حجت کو اس کمال تک پہونچا دیا ہے کہ اسکی نظیر ملنا

عمر الدین

مشکل ہے کوئی سال ایسا نہیں گذرتا کہ جس میں کوئی الہامی پیشگوئی پوری نہ ہو مخالفوں پر حجت نہ ہو دشمن بھاگتے چلے جاتے ہیں مخالفوں پر سخت رعب پڑ رہا ہے اور انوار الٰہی دن رات بلکہ ہر طرفۃ العین میں برابر نازل ہو رہے ہیں مگر جو دل کے اندھے اور ختم اللہ علیٰ قلوبھم کے مصداق ہیں وہ کیونکر اُن نوروں کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل اولئک ھم الغافلون۔

رہا آپ کا قول کہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ سچ تو یہ ہے کہ میں اور میرا برادر صالح شیخ عبدالقادر ہم دونوں خاک ہی ہیں مگر الحمد للہ والمنۃ کہ تجلیات الٰہیہ نے اس مشت خاک پر بڑے بڑے کام کئے ہیں اب اگر ایک وجودی نادان اُن تجلیات کو سمجھ نہ سکے تو کیا حرج اور کیا نقصان۔ قال اللہ تعالیٰ وتقدس ینظرون الیک وھم لا یبصرون۔ بہرحال ہم کو ایسے اقوال پر اختلال سے کچھ رنج نہیں عوام الناس جو لکیر کے طور پر اولیاء اور صلحاء کی تعظیم کرتے ہیں نہ تحقیق کے طور پر وہ ہمیشہ سے اور قدیم سے ایسے ایسے الفاظ جدید الظہور اولیا اور انبیا کی نسبت کہتے چلے آئے ہیں جیسا کہ قرآن شریف ان کے خیالات و مقالات کا شاہد ہے وما ظلمونا ولکن کانوا انفسھم یظلمون۔

قولہ حضرت غوث الثقلین کے دعویٰ کو تو کل اولیاء اللہ نے مان لیا تھا مگر آپ کے دعوے کو تو کوئی نہیں مانتا۔

اقول اے بے خبر مجھ پر بھی ظاہر ہوا ہے کہ صفحہ زمین کے کل اولیاء اللہ نے مجھے مان لیا ہے ہاں خبیثوں اور بے ایمانوں نے نہیں مانا وما تغنی الایات والنذر عن قوم لا یؤمنون۔ اللہ جل شانہ نے مجھے خبر دی ہے کہ یصلون علیک صلحاء العرب وابدال الشام وتصلی علیک الارض والسماء ویحمدک اللہ عن عرشہ۔ اسما غوث اور قطب وقت میرے پر کشوف کئے گئے ہیں جو میری عظمت مرتبت پر ایمان لائے ہیں اور لائیں گے اور مجھے خدا تعالیٰ نے اپنے اس الہام سے خبر دی ہے کہ انی رافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے اور مجھے خداوند کریم سے وہ نسبت ہے کہ اگر مجھ پر کامل طور پر کھل جاتا کہ یہی وجہ کی نسبت شیخ عبدالقادر کو بھی حاصل ہے تو میں اُن کی تعظیم کرتا اور اب بھی کرتا ہوں کیونکہ اجمالی طور پر سمجھتے اپنے درجے اُن کی مناسبت پائی ہے۔ وقد استخلفنی اللہ کما استخلف الذین من قبلی وقال انی جاعلک للناس اماما۔ وقال انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی وقال انت منی وانا منک سرک سری وقال انت معی وانا معک اینما تولوا فثم وجہ اللہ وقال انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق وقال انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی وکلمنی وناجانی وذکرنی فی کتابہ وفی حدیث رسولہ واتانی ما لم یؤت احدا من العالمین۔

قولہ حضرت غوث پاک کے وعظ میں کثرت سے لوگ مسلمان ہوتے تھے آپ نے کتنوں کو مسلمان کیا۔

اقول اے قصے کہانیوں پر بھروسہ کرنے والے اور افسانوں پر ناز کرنے والے کیا تجھے ایک بزرگ رسول کی نسبت یہ آیت یاد نہیں وما آمن معہ الا قلیل اور کیا تجھے یہ آیۃ یاد نہیں یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون ماسوا اس کے اس عاجز کے پاس تھوڑے سے عرصہ میں ستر ہزار کے قریب ایسے لوگوں کے خط پہنچے جنھوں نے اس عاجز کی تالیفات سے فیض اُٹھانے کی شہادت دی اور ہدایت پانے کی گواہی دی اور ابھی یہ سلسلہ کب ختم ہو گیا ہے اوائل میں نبیوں اور رسولوں کا کام بھی دشواری سے چلا ہے مگر پیچھے سے یدخلون فی دین اللہ افواجا کا بزرگ نشان ظاہر ہو گیا ہے۔ سنت نبویہ اس عاجز کے ساتھ جاری کی گئی ہے اور اس بارہ میں براہین احمدیہ میں ایک الہام بھی چھپ چکا ہے۔ اور وہ یہ ہے

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

جاء نصر اللہ والفتح وتمت کلمۃ ربک ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون تبت یدا ابی لھب وتب ما کان لہ ان یدخل فیھا الا خائفا۔ دیکھو حصہ چہارم براہین احمدیہ۔

قولہ پائے استدلالیاں چوبیں بود

اقول قال اللہ تعالیٰ وتقدس الشعراء یتبعھم الغاوون۔ وقال عز وجل یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا۔ وقال اللہ تعالیٰ مخبرا من اھل النار وقالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر

وقال عزوجل ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لاٰیات لاولی الالباب پس ان آیات سے ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہ نے عقل کو معطل کرنا نہیں چاہا اور انسان مکلف بوجہ عقل ہی ہوتے ہیں اور صاحب کمال حال بھی مگر وجودیوں میں ایسا کون ہے کسی آدھے کا نشان تو دو وہ یقولون ما لا یفعلون کے مصداق ہو رہے ہیں بمقابل ان کے شکر کا مقام ہے کہ خدا تعالیٰ نے جسقدر تحصیل علم و عقل کے لئے معارف و حقائق و دقائق قرآن شریف کے کھولے ہیں وہ ایک ہی امر طالب حق کے لئے خارق عادت ہے۔ آپ نے تو اس عاجز کی نسبت بلا تحقیق رومی صاحب کا یہ شعر پڑھا۔

ای بسا ابلیس آدم روئے ہست +
پس بہر دستے نباید داد دست +

اور اپنے مرشد فضل الرحمن کو فرشتہ بنایا لیکن اگر یہ رائے ایمان یا انصاف پر مبنی ہوتی تو اس تمیز کے لئے کہ ان دونوں میں ابلیس کون ہے آیہ کریمہ لا یمسہ الا المطہرون کو محک امتحان بنایا جاتا یعنی ایک مجلس میں ایک دو آیت قرآن شریف کی پیش کرکے اس عاجز اور میاں فضل الرحمن سے دقائق اور معارف اس آیت کے پوچھے جاتے تا دیکھا جاتا کہ کس کو خدا تعالیٰ نے علم اسرار قرآن میں بسطت و وسعت دی ہے۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء سمجھنا چاہیئے کہ ولایت وارث الانبیاء ہونے کا دعویٰ ہے سو نبی اپنی وفات کے بعد اپنا ترکہ دینار و درہم تو نہیں چھوڑتے ہیں پس جس نے ان علوم اور برکات کو کامل طور پر پایا وہی کامل طور پر ان کا وارث ہے اور اگر یہ امتحان کافی نہیں تو لازم تھا کہ دوسرا امتحان جو لہم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا کے متعلق ہے کیا جاتا وقال اللہ تعالیٰ عزوجل مخبرا عن الغامہ علی عبد صالح اٰتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما۔

قولہ شیخ صنعان جس نے حضرت شیخ کا انکار کیا تھا ان کا جو حال ہوا مشہور ہے۔

اقول یاد رہے کہ یہ بات بالکل باطل ہے کہ جو شخص انبیا یا اولیا کا انکار کرے اسکو اسی دنیا میں جھٹ پٹ سزا ملجاتی ہے یہ تو وجودیوں کا ناقص خیال ہے جیسی ان کی عقل کچی ہے۔ ایسا ہی ان کا خیال بھی کچا ہے اس فیصلہ اور تصفیہ کے لئے کامل طور پر عدالت کا دن نزدیک ہے وقال اللہ تعالیٰ وتقدس یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا ونسوق المجرمین الی جہنم وردا وقال عزوجل من یحادد اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم خالدا فیہا۔ ذلک الخزی العظیم۔

قولہ میں نے سنا ہے کہ آپ کے ایک بھائی اپنے آپ کو صاحب الہام اور لال بیگ کا چیلہ بتلاتے ہیں۔

اقول الہام کی بات آپ نے خوب کہی وجودیت کی رگ کیا کیا افترا آپ کے منہ سے نکالتی ہے نہ معلوم وجودیوں کو ناحق جھوٹ بولنے سے کیا مزہ آتا ہے۔ اس کا یہی باعث ہے کہ جس نے خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولا پھر اس کا اوروں کے لئے منہ کھل جاتا ہے اب واضح ہو کہ یہ شخص اپنے تئیں ملہم نہیں کہلاتا بلکہ اس خدائے عزوجل کا قائل ہی نہیں جو اپنے نیک بندوں کو الہام دیتا ہے۔ ہاں لال بیگ کا جھنڈا کھڑا کیا ہوا ہے بات یہ ہے کہ در اصل وہ آپ کی طرح اول وجودی تھا پھر جیسا کہ وجودی ترقی کرکے دہریہ بنتے ہیں اور انکار صانع تک نوبت پہونچاتے ہیں اس بیچارہ کی بھی وجودیت کی شامت سے اسی حد تک نوبت پہونچی یہاں تک کہ وجودیت کے جن نے اللہ اور رسول کی نسبت بھی زبان درازیاں کرائیں اب اسی جن کی ترغیب سے بقول آپ کی بھنگیوں کے چیلہ کرنے کا ڈھنگ نکالا ہے مگر حضرت یہ آپ کا بھائی برا نہیں اور نہ آپ برے ہیں بلکہ در اصل یہ وجودی مذہب ہی برا ہے جس کا ادنیٰ نمونہ یہ ہے آپ کے اس بھائی کا حقیقی بھائی بھی وجودی ہے اور مرشد اس کا گلاب شاہ نام ایک بھاری وجودی ہے اور یہ اور رسول سے بالکل روگرداں ہے قرآن شریف کی نسبت وہ کہتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ بنا لیا تھا جیسا کہ اکثر وجودیوں کا یہی اعتقاد ہے اسپر دلیل پیدا کرنے کے لئے وجودی مذہب سے اس نے یہ نکتہ لیا ہے کہ جس حالت میں مخلوق حقیقت میں خدا ہی ہے تو پھر اور خدا کون ہے جو قرآن کو نازل کرتا یہ شخص یہ بھی کہتا ہے کہ باوا نانک کا گرنتھ قرآن شریف سے اچھا ہے اور بھنگ چرس و شراب وغیرہ کو حلال جانتا ہے غرض یہ لوگ تو آپ کے ہی بھائی ہیں میرا بھائی تو ان میں سے کوئی نہیں میرا ایک بھائی تھا مدت ہوئی وہ اس دنیا سے کوچ کر گئے ہیں فتدبروا وتندموا۔

قولہ ان کو دنیا کمانے کی خوب تدبیر سوجھی

اقول ہاں وہ آپ کے بھائی صاحب وجودی جو ہوئے وجودیوں سے بڑھکر دنیا کے مکر و فریب اور کسکو یاد ہوں گے۔

قولہ جیسے آپ اپنے دعووں سے دولت مند ہو گئے

اقول انما یفتری الذین لا یؤمنون بآیات اللہ واولئک ہم الکاذبون اولئک الذین ختم اللہ علی قلوبہم وعلی ابصارہم واولئک ہم الغافلون والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا واثما مبینا واسروا الندامۃ لما راوا العذاب قالوا ما لنا لا نری رجالا کنا نعدہم من الاشرار کانہم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعۃ من نہار یوم تاتی کل نفس تجادل عن نفسہا وتوفی

کل نفس ما عملت وھم لا یظلمون۔

قولہ کوئی خدا پرست پہلے نہیں سنا کہ ایسے مزخرفات میں پھنسا ہو یعنی جس نے ایسے دعوے کئے ہوں۔

اقول ھل تنقمون منا الا ان اٰمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل من قبل وان اکثرکم فاسقون وقد انعم اللہ علینا بوحیہ والہامہ ودقائق معارفہ وفضلنا علی کثیر من عبادہ افلا تحدث بالائہ ونعمائہ ایھا الجاھلون۔

دانا آدمی ہر ایک درخت کو اُس کے پھلوں سے پہچان سکتا ہے۔ کاذب آدمی اپنے دعویٰ کذب سے خود ہلاک ہو جاتا ہے سو اُس کی ہلاکت ہی اُسکے مفتری ہونے کی نشانی ہوتی ہے لیکن صادق کبھی ہلاک نہیں ہوتا اور اُسکا تار کبھی کاٹا نہیں جاتا اُس کے چاروں طرف رحمت ایزدی نگہبان رہتی ہے بھلا یہ کیونکر ہو کہ اپنے فدا شدہ بندوں کو خدا تعالیٰ ذلیل کرے جاہل اُنکی ذلت کے لئے کوشش کرتا ہے مگر وہ عزیز لوگ ہرگز ذلیل نہیں ہوتے خدائے عزوجل وہ وفادار اور خدا ہے کہ جو ایک قدم آگے رکھنے والے کے لئے دس قدم آگے رکھتا ہے اور میانہ چلنے والے کے لئے دوڑتا ہے اس کا کسی سے بیوجہ رشتہ نہیں اگر تو اُس کے لئے بدلے گا تو وہ تیرے لئے بدلے گا اگر تو اُس کے لئے بیدار ہوگا تو اُسے بیدار پائے گا۔

تنبیہ

وحدت وجود کا مسئلہ

کشفی غلطیوں پر مبنی ہے یہ نہیں کہ عقلی طور پر کسی نے اس کا اثبات کیا ہے اگر اس مسئلہ کو منطقی طریق پر قواعد استدلال کی طرف رد کیا جائے تو ایسے مقدمات ہرگز مل ہی نہیں سکتے جنکو یقینی یا ظن غالب پر قرار یافتہ کہہ سکتے ہیں بلکہ **وحدت وجود** کے مسئلہ کی نسبت اُس مسئلہ کے ائمہ اور بانیوں نے آپ ہی یہ اقرار کر لیا ہے کہ یہ ایک باریک بھید خدا تعالیٰ کے بھیدوں میں سے ہے جسکے کنہ تک عقل پہونچ نہیں سکتی نہ اسپر کوئی دلیل قائم کر سکتی ہے گویا عیسائیوں کی **تثلیث** کی طرح یہ بھی ایک امر لا یدرک تسلیم ہو کر وجودیوں میں مانا جاتا ہے۔ اور اس مسئلہ کے شائع ہونے کی جڑ یہ نہیں ہے کہ کسی نے قرآن شریف پر نظر غور کرکے اس مسئلہ کی طرف رجوع کیا ہے کیونکہ ایسا ہوتا تو سب سے پہلے اس مسئلہ کے قبول کرنے کے لئے وہ لوگ مستعد اور طیار ہوتے جنھوں نے علم تفسیر اور حدیث میں اعلیٰ درجہ کا کمال پیدا کیا ہے اور آثار نبویہ کی چاکری اور خدمت میں اپنی عمریں بسر کی ہیں اور علم ظاہری اور باطنی میں بسطت تام پیدا کی ہے حالانکہ وہ بزرگوار لوگ قدس اللہ سرہم اس مکروہ مسئلہ سے اور اسکو زبان پر لانے سے بدل متنفر اور متحاشی اور گریزاں رہے ہیں بلکہ یہ مسئلہ ناتمام سالکوں کی غلط اور مغشوش کشفوں کی وجہ سے صوفیہ میں رواج پذیر ہو گیا ہے اور پھر اطراد بعد الوقوع کے طور پر بعض لوگوں نے قرآنی دستاویز پیدا کرنے کے لئے بڑے تکلف سے چند آیات متشابہات کو کھینچ تان کر مؤید بنانا چاہا مگر درحقیقت اُنھوں نے بہت سی خفتیں اُٹھائی ہیں اور اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکے پھر اُنھوں نے اسی امید پر احادیث اور اخبار نبویہ کی طرف رجوع کیا تو اس حدیث کو اپنے مطلب کے موافق بنانا چاہا کہ جب بندہ بذریعہ نوافل اللہ جل شانہ کا تقرب ڈھونڈتا ہے تو ایک دن اُسے یہ حالت نصیب ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے اُس کے کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے۔ اُس کا ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ چیزوں کو مضبوطی سے پکڑتا ہے اور حملہ کرتا ہے۔ اُس کا پاؤں ہو جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے مگر غور کرنے کے بعد بالانصاف لوگوں پر کھل گیا کہ اس حدیث کو بھی ان کے مدعا سے کچھ تعلق نہیں بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ انسان اپنے ارادوں سے کلی فانی ہو کر اس درجہ تک پہونچ جاتا ہے کہ اس کی اخلاقی اور بدنی قوتوں کی تحریک اس کے نفس کی طرف سے نہیں ہوتی بلکہ اُس کے تمام اعضا اور قویٰ کا محرک خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے جو بشری ارادوں کے فنا کے بعد اُس کا قائم مقام ہو گیا ہے اس کا حلم خدا تعالیٰ کا حلم اُس کا غضب خدا تعالیٰ کا غضب اور اس کی محبت خدا تعالیٰ کی محبت اور اُس کی عداوت خدا تعالیٰ کی عداوت ہو جاتی ہے اور ہر ایک اشتعال اور ہر ایک رقت جو اس میں پیدا ہوتی ہے اور جو کارروائی سخت یا نرم اُس سے ظہور میں آتی ہے درحقیقت وہ خدا تعالیٰ کا ہی فعل ہوتا ہے کیونکہ وہ شخص تو اپنے نفس اور نفسانی جذبات کی رو سے مر چکا ہے اب جو کچھ بظاہر ریا یا حسد کی صورت میں یا غیظ اور غضب اور اشتعال کے پیرایہ میں یا شہوت اور طمع اور عیش وعشرت کے رنگ میں یا کینہ اور عناد اور انتقام کی شکل میں اُس سے ظہور پذیر ہوتا ہے وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کا فعل ہے گو اسکو محجوب لوگ شناخت کریں یا نہ کریں **وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ** اسی کی طرف اشارہ ہے غرض اس حدیث کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو وجودی سمجھ بیٹھے ہیں اگر اُس خالق کو مخلوق کا عین کہا جائے تو ماننا پڑتا ہے کہ مخلوقیت کے پیرایہ میں آکر وہی غیر محدود محدود ہو گیا ہے اور وہی قوی ضعیف بن گیا ہے اور وہی پاک ناپاکی میں ڈوب گیا ہے ایسا خیال کرنا کسقدر معصیت ہے۔ (باقی آئندہ۔ انشاء اللہ)

مختصر نوٹ اور لطیف نکات

محمد کے معنے میں شان محبوبیت پیدا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کبریائی اور جلال کو چاہتی ہے کیونکہ محمد کے معنی ہیں نہایت تعریف کیا گیا۔ یہ معشوقانہ صفت ہے اور جلال اس کے لازم حال ہے۔ اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام میں شان عاشقیت کا ظہور نمایاں ہے کیونکہ اس کے معنی ہیں نہایت تعریف کرنے والا اور یہ عاشقانہ صفت ہے جو فروتنی عجز صبر اور عفو اور درگذر کو چاہتی ہے جو جمالی صفات ہیں الغرض محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام اپنے مفہوم میں جلال کی کیفیت رکھتا ہے کیونکہ جامع محامد ہونے کو جلال اور استغنا لازم ہے اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام اپنے اندر عاشقانہ وصف رکھنے کی وجہ سے جمالی رنگ کا بروز ہے۔

یہ امر بھی سنت اللہ میں داخل ہے کہ جب کبھی کوئی مامور اور مرسل دنیا میں آتا ہے یا منہاج نبوۃ پر تجدید دین کے لئے کوئی سلسلہ قائم کیا جاتا ہے تو اس میں کچے اور غیر مستقل مزاج اور غدار اور مستقل مزاج پکے اور پورے وفادار دونوں قسم کے لوگ شامل ہو جاتے ہیں مگر خدا تعالے تمیز اور تخلیص کے لئے مختلف سامان اور اسباب پیدا کر دیتا ہے اور کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کے منتخب اور برگزیدہ بندوں کے گرد و پیش منافق بھی رہیں اور مخلص بھی ان ہی میں ملے رہیں۔ اس لئے خطرناک مصیبت اور ابتلا اور واقعات سے وقتاً فوقتاً کمزور فطرت الگ ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ ایک وقت آجاتا ہے کہ بجز مخلصین کے وفادار گروہ کے اس کے گرد و پیش ایک بھی منافق نہیں رہتا۔ حضرت اقدس مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے منجانب اللہ ہونے اور ان کے سلسلہ کے آسمانی ہونے کے لا نظیر دلائل اور شواہد میں سے یہ امر بھی ہے کہ خدا تعالے اپنی امتیازی گورنمنٹ کے تقاضا کے موافق پست فطرت غداروں اور منافقوں کو اس سے الگ کر رہا ہے چنانچہ ہر سال کوئی نہ کوئی منافق الگ ہو جاتا ہے کوتاہ فہم مخالف سمجھتے ہیں کہ اس سے سلسلہ عالیہ پر اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ فلاں مرتد کیوں ہوا۔ مگر افسوس انھیں اتنا معلوم نہیں کہ منہاج نبوۃ پر قائم شدہ سلسلہ کے لئے ضروری ہے کہ منافق اس سے الگ ہوں اگر کسی کم ظرف کا سلسلہ عالیہ سے الگ ہو جانا اعتراض کا موجب ہے تو وہ ہمیں بتائیں کہ کیا مسلمانوں میں سے آجتک کوئی عیسائی نہیں ہوا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض بدقسمت مرتد ہوئے اور اب تک ہو رہے ہیں۔ مسیح علیہ السلام کے مخلص مریدوں میں سے اس خوفناک گھڑی میں جو ثبات قدم کے اظہار اور وفاداری کے دکھلانے کا وقت تھا یہودا اسکریوطی نے آپکو تیس کھوٹے درم لیکر گرفتار کرا دیا اور پطرس جیسے اعظم الحواریین نے لعنت کی۔ اور پھر ایک ہی دن میں قریب پانسو کے مرتد ہو گئے۔ تو یہ کوئی انوکھی اور نرالی بات نہیں ہے جو سڑے پھل ہیں وہ آخر گر ہی گئے۔ اس سے تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں ہمارا تو ایمان بڑھتا ہے جب کوئی بدنصیب اس مبارک شجر سے کاٹا جاتا ہے کیونکہ حضرت اقدس نے اپنے بعض تحریروں اور عموماً تقریروں میں فرمایا ہے کہ میں دعا کرتا رہتا ہوں کہ جو خشک شاخیں ہیں وہ مجھ سے کاٹی جائیں۔

الغرض کسی مخبوط الحواس کا کٹ جانا سلسلہ عالیہ پر کبھی اعتراض کا باعث نہیں ہو سکتا۔

نہ ہو بو قہر ترک سجدہ ابلیس سے آدم
عدو کی سرکشی سے ذوق کب تہ ہو کرم مہر

ہاں خوف کا مقام ضرور ہے ہدایت کے بعد ضلالت کے گڑھے میں گرایا جانا کسی خطرناک معصیت کا نتیجہ ہوتا ہے اللہ تعالے ہمکو اور ہمارے پڑھنے والوں کو محفوظ رکھے آمین۔ اس لئے ضرورت ہے کہ کثرت سے استغفار پڑھتے رہیں اور خدا تعالے سے مدد مانگتے رہیں کہ وہ اس نعمت عظمی سے الگ نہ کرے۔ آمین۔

ان لوگوں کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت پڑھنے کے خواہشمند ہوں ہم ایک مشورہ دینا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ کسی شخص کے چال چلن کے صحیح حالات اس کے خیالات اور آرزوؤں سے مل سکتے ہیں اور انکا اظہار اس کی دعاؤں میں ہوتا ہے پس اگر آپ چاہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی کو معلوم کرو تو آپکی دعاؤں کو پڑھو پھر معلوم ہوگا کہ دنیا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کوئی کامل انسان دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔ آپ کے خدا تعالے کے ساتھ تعلقات کا پتہ ان دعاؤں سے ہی چلے گا۔ آپ کے اخلاق فاضلہ اور مدارج عالیہ پر اطلاع ملے گی۔ غور تو کرو کہ کیسا عالی مرتبہ انسان اور مطہر و مزکی وجود ہے کہ رفع حاجت تک کے وقت میں بھی اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث کی دعا تعلیم فرماتا اور بیت الخلا سے باہر آنے کے وقت بھی غفرانک کہنے کی ہدایت کرتا ہے۔ سوچو! اور پھر سوچو!!!

نادان کہتے ہیں کہ مسلمان پتھر کی پرستش کرتے ہیں ہمکو ایسے معترضوں پر ہمیشہ افسوس ہوا کرتا ہے جو بلا سوچے سمجھے

ایک بات منہ سے نکال دیتے ہیں اور اس کی معقولیت اور نتائج پر کبھی نظر نہیں کرتے۔ ایسے احمقوں کو اگر معلوم ہوتا کہ عبادت میں استتی (حمد و تعریف) اپاسنا (دھیان) پرارتھنا یعنی دعا ضروری مدارج ہیں اور بدون ان کے عبادت ہو ہی نہیں سکتی تو انھیں مسلمانوں کو پتھر پرستی کا الزام دیتے ہوئے شرم آ جاتی اور اگر وہ عبادت کے اُن ارکان ثلاثہ سے واقف ہو کر یہ اعتراض کرتے ہیں تو ذرا بتائیں تو سہی کہ مسلمان اس پتھر کی تعریف اس کا دھیان اور اس سے دعا کب کرتے ہیں؟ کسی اسلامی عبادت میں اس پتھر کا ذکر تک نہیں پھر کھسیانے ہو کر کہتے ہیں کہ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں یا ہاتھ لگاتے ہیں تعجب کی بات ہے کہ اگر ہاتھ لگانا یا بوسہ دینا داخل عبادت ہے تو پھر ان معترضوں کو جواب دینے میں سخت دقت پیش آئیگی کہ کیا ان کی اولاد اور ان کی بیویاں سب کے سب خدا ہی ہیں جن سے وہ ان حرکات کو روا رکھتے ہیں اور عیسائیوں کے لئے تو اور بھی دقت ہے ان کے ہاں تو بوسہ بازی کے میلے ہوتے ہیں ہر وداع و رخصت کے موقع پر بوسہ لینا ضروری سمجھا جاتا ہے کچھ ہوش کر کے جواب دو۔

اصل یہ ہے کہ حجر اسود تصویری زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کا مظہر ہے کہ نبوۃ کے پاک محل سرا میں **کونے کا پتھر** یہاں مکہ سے نکلے گا جسکی تمثیل خود مسیح نے بھی متی ۲۱؍۴۲ میں بیان کی ہے۔

لطیفہ

عیسائی صاحبان کبوتر کو بڑے شوق سے کھاتے ہیں حالانکہ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ روح القدس کا نزول کبوتر کی شکل میں ہوا تھا اس سے تو کبوتر ان کا بڑا عظیم الشان دیوتا ثابت ہوا کیا یہ اپنے دیوتا سے ایسا سلوک کرتے ہیں اس لحاظ سے تو ہندو ہی بہتر ہیں جو اپنے دیوتا بیل کو نہیں کھاتے۔ *

قرآن شریف نے محل اور موقع کے لحاظ سے انتقام اور عفو کی تعلیم دی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف عدل اور رحم دونوں صفات سے کام لیتا ہے۔ علاوہ ازیں قرآن شریف کا مطلب اور مقصد اس تعلیم سے یہ ہے کہ انسان صرف لکیر کا فقیر نہ بنا رہے بلکہ محل اور موقع کو دیکھ لیا کرے مگر توریت اور انجیل کا یہ مقصد نہیں توریت بہرحال عدل پر زور دیتی ہے اور انجیل عفو اور درگذر پر لیکن قرآن شریف دانائی سکھاتا ہے اور موقع شناسی کا سبق دیتا ہے + اور یہی قرآن کے علو شان کی دلیل ہے

رفع شک

ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ مولوی عبد الکریم صاحب کا خط میرے نام سے جو آپ کے اخبار ۲۴ جولائی میں چھپا ہے وہ اُن سوالات کا پورا جواب ہے جو میں نے اُن کے پاس بھیجے تھے اور میں اُسکو پڑھ کر بہت خوش ہوا اور خدا کا شکر بجا لایا۔ ناظرین یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ سوالات میں نے خود بھیجے تھے بلکہ وہ سوالات یہاں کے لوگوں کی طرف سے تھے جو میرے ذریعہ سے بھیجے گئے تھے۔ میں تو مسیح کی موت پر اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کی امام زمان ہونے پر دلی یقین سے ایمان رکھتا ہوں اور ہمیشہ رکھونگا اور میں اُن سوالوں کا خود جواب دے سکتا تھا مگر یہاں کے لوگوں کی یہی خواہش ہوئی کہ ان سوالات کی جواب قادیان ہی سے آویں اسوجہ سے میں نے مولوی عبد الکریم صاحب کی پاس بھیجے تھے جنکا انھوں نے کافی شافی جواب دیا۔ والسلام راقم عاجز وزارت حسین احمدی۔ مونگیر۔ بنگال۔

حضرت اقدس گورداسپور میں

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۳۰ جلد ۵

پھر جب کہ صحابہ کا اجماع اس مسئلہ پر ہو چکا اور قرآن شریف میں ایک جگہ **اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ** خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اور دوسری جگہ مسیح علیہ السلام خود **فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ** کہکر اپنی موت کا اقرار کرتے ہیں اس پر بھی اگر کوئی اُنکی زندگی ہی کا اقرار کرتا رہے تو عجیب بات ہے مدعی سست گواہ چست۔ اور سب سے عجیب یہ بات ہے کہ یہی الفاظ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی بولے گئے ہیں یعنی یہی لفظ **توفی** کا اب اگر توفی کے معنے موت کے نہیں ہیں تو چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی یہ معنے نہ کئے جائیں غرض یہ **توفی** کا لفظ جو قریباً تیئیس مرتبہ قرآن شریف میں آیا ہے اور انہیں معنوں میں آیا ہے پھر اس سے انکار کرنا سعادت اور رشد کی خلاف ہے + یہ سارے شواہد مسیح علیہ السلام کی وفات پر قوی دلائل ہیں علاوہ ازیں جیسا کہ مسیح علیہ السلام اس آیت میں **فلما توفیتنی** میں اقرار کرتے ہیں اگر وہ نہیں مرے بلکہ زندہ ہیں تو ماننا پڑے گا کہ مسیح کے پرستار قوم بھی نہیں بگڑی اور انہیں مسیح مریم کو خدا بنانے والے پیدا نہیں ہوئے۔ حالانکہ یہ واقعات صحیحہ کے خلاف ہے مسیح کے پرستار دنیا میں موجود ہیں اور مریم کو خدا بنانے والے رومن کیتھولک بھی کثرت سے ہیں اب جس کا عقیدہ یہ ہے کہ عیسی زندہ ہیں تو قرآن کے رو سے اسکو یہ بھی ماننا پڑیگا

---

* نہیں اسی لئے کھاتے ہیں کہ شاید اسیطرح وہ بھی روح القدس حاصل ہو جائیں۔ ورنہ اوپر کی راہیں تو انپر بند ہو چکی ہیں۔

کہ عیسائی بگڑے ہیں اور یہ مان کر پھر قرآن سے ہاتھ دھونے پڑیں گے کیونکہ اسکو واقعات صحیحہ کے خلاف ماننا پڑیگا

ونعوذ باللہ من ذلک

متوفیک کے معنے کرنے میں ہم نے ہی یہ معنے نہیں نکالے ہیں بلکہ اہل لغت نے یہی معنے کئے ہیں امام **بخاری نے متوفیک کے معنے ممیتک** صاف کردئے ہیں پھر عقل بھی ہماری تائید کرتی ہے کیسکو آج تک کبھی آسمان پر جاتے نہ دیکھا اور نہ آسمان سے اترتے ہوے دیکھا پھر عقل تو بدون نظیر کے مانتی نہیں اگر کوئی پہلے بھی ایسا واقعہ ہوا ہے تو اسکو بطور نظیر پیش کرو۔

اب رہی **تائیدات سماویہ** میں اگر یہ کہوں کہ میرے نشانات کے کروڑوں آدمی گواہ ہیں تو یہ امر مبالغہ میں داخل نہیں ہے مثلاً **لیکھرام** کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی چھہ سال پیشتر اس کی موت صورۃ موت وغیرہ سے پوری اطلاع دی گئی اور ایسا ہی ظہور میں آیا چنانچہ بہت سے ہندوؤں نے بھی اس کی تصدیق کی یہاں تک کہ ہندوؤں کی عورتیں تک بھی گواہ ہیں کیونکہ یہ پیشگوئی بہت کثرت کے ساتھ مشتہر ہوئی تھی اور خود لیکھرام جہاں جاتا تھا اس پیشگوئی کا تذکرہ کرتا تھا بلکہ خود اُس نے بھی میری نسبت ایک پیشگوئی کی تھی کہ تین سال کے اندر ہیضہ سے مرجائیگا مگر اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ وہ لیکھرام کہاں ہے؟ حالانکہ میں تو خدا کے فضل سے تین سال چھوڑ اب تک زندہ ہوں اور موجود ہوں باوجودیکہ وہ ایک قوی ہیکل بہت تندرست نوجوان تھا اور میں ہمیشہ بیمار رہنے والا عمر میں اُس سے بہت بڑا۔ پھر یہ اگر خدا تعالےٰ کی تائید نہ تھی تو کیا تھا۔ ہاں بعض آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں جنکی فطرۃ میں کجروی ہوتی ہے وہ سیدھی بات کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ جیسا کہ آج **عدالت** میں **سلطان محمد** کے معاملہ کو پیش کیا گیا کہ وہ زندہ ہے میں کیا کروں کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں اور کون سا طریق اختیار کروں جو انکو سمجھا سکوں یہ لوگ نہ میرے پاس آتے ہیں نہ میری باتوں کو سنتے ہیں اور نہ انکو خدا تعالےٰ کے قوانین پر اطلاع ہے اور نہ علم ہے وہ نہیں دیکھتے کہ چار شخصوں کے متعلق پیشگوئیاں تھیں جنمیں سے تین مرگئے اور اب صرف ایک باقی ہے اور وہ بھی پیشگوئی ہی کے موافق اب تک زندہ ہے اس پیشگوئی کے غلط ہونے کا اعتراض اسوقت ہو سکتا ہے جب سلطان محمد سے پہلے میں مرجاؤں یا وہ **عورت** مرجاوے لیکن جب کہ خدا تعالیٰ نے اسی طرح پر مقدر کیا ہے کہ وہ **عورت بیوہ** ہو کر میرے **نکاح** میں آئے اور یہ کبھی نہیں ٹلے گا کیونکہ خدا کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں پھر کیوں یہ لوگ صبر سے انتظار نہیں کرتے میں آپ سے سچ کہتا ہوں جیسا کہ آج میں نے خلیفہ عبداللہ صاحب کے سامنے عدالت میں کہا کہ آج مجھ پر ہنسی کیجاتی ہے لیکن ایک وقت آئیگا کہ اس کا اثر پڑے گا اور وہ وقت ہنسنے والوں کے لئے شرمندگی کا ہوگا۔ غرض خدا تعالےٰ کے نشانات بارش کیطرح ظاہر ہو رہے ہیں۔ نہ ایک نہ دو بلکہ میں نے

تریاق القلوب

میں ایک سو پیشگوئی لکھدی ہے جو پوری ہو چکی ہے اسپر بھی میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر کوئی اسپر صبر نہ کر سکے اور اُس کی تسلی کے لئے یہ کافی نہ ہو بشرطیکہ وہ حق کا طالب ہو اور خدا تعالیٰ کا خوف اس کے دل میں ہو تو میں تو اب بھی **نشان نمائی** کے واسطے طیار ہوں خدا تعالیٰ نے مجھے فضل اور موہبت کے طور پر یہ نشان دیا ہوا ہے کہ میں جب اُس کے حضور دعا کروں گا وہ مجھے نشان دے گا میرا میدان تنگ نہیں ہے بلکہ بہت وسیع ہے۔ میدان تنگ رمالوں کے ہوتے ہیں مگر وہ جو خدا کی طرف سے آتا ہے اس کے لئے میدان بہت وسیع ہوتا ہے میں کہتا ہوں کہ کوئی راستی کا بھوکا پیاسا ہو مجھ سے خرچ لے۔ میرے پاس آوے اور بیٹھ کر نشانات کا معائنہ کرے۔ میرے مخالفوں میں سے کیسکو کوئی آمادہ کرے کہ وہ **استجابت دعا** میں میرا مقابلہ کرے اگر ایک بھی مقابلہ کے لئے آجاوے

اور میرا مقابلہ کر کے بڑھ جاوے اور میں اُس کا مقابلہ نہ کرسکوں بلکہ میں تو یہاں تک مانتا ہوں کہ اگر استجابت دعا میں وہ میری برابر رہے تب بھی میں اپنا جھوٹا ہونا مان لونگا اور اپنی ساری کتابیں جلا دونگا

اب کوئی ہے تو اُسے میرے مقابلہ میں لاؤ اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی میرے مقابلہ میں نہیں آئے گا۔

(یہانتک حضرت اقدس نے تقریر فرمائی تھی کہ مہدی حسن صاحب نے ایک خاص ادا سے کہا کہ میں آپکو تکلیف دینے کے واسطے نہیں آیا اور نہ تقریر سننے کو بلکہ میں تو کچھ سوال کرنے کو آیا ہوں اس تقریر کی ضرورت نہیں) ایڈیٹر۔

ناظرین غور کریں حضرت اقدس کے حضور آکر سب سے بڑی اور اہم بات جو کوئی پوچھ سکتا ہے وہ یہی ہو سکتی ہے کہ آپ کا دعوی اور اس کے دلائل سنے چنانچہ اسی ضروری مضمون پر حضرت اقدس نے ایک مسلسل اور مرتب تقریر شروع کی پہلے حضرت مسیح ابن مریم کی وفات

[illegible] استدلال کیا جو
[illegible] دعوے کی اصل ہے [illegible]
اپنے مسیح موعود ہونے کا ثبوت دینا
شروع کیا - مگر مہدی حسن صاحب
کسی اور ہی خیال میں تھے اصل یہ ہے کہ
جب حضرت اقدس تقریر فرما رہے تھے
تو تقریر میں ایک خاص قسم کا جوش اور
الٰہی رعب اور جلال پایا جاتا تھا اس نے
مہدی حسن صاحب کے خیالات کو
پریشان کر دیا اور وہ حوصلہ اور صبر کے
ساتھ جو غور کرنے والے معقول اور حق جو
انسانوں کا خاصہ ہے آپ کی تقریر نہ
سن سکے اور وہ الفاظ کہے جو ہم نے
اوپر نوشتہ کئے ہیں اس پر حضرت اقدس
نے فرمایا:

حضرت اقدس بہت اچھا میں تو
ہر طرح طیار ہوں آپ سوال کریں میں
اس کا جواب دوں گا مگر کیا اچھا ہوتا
اگر آپ میرا سارا بیان سن لیتے اور اس
کے بعد جو شبہ آپ کو رہ جاتا اسے
پیش کرتے -

مہدی حسن توفی کی بحث صرف
و نحو کے بغیر نہیں آتی اور ہم یہ صرف و
نحو نہیں جانتے (ایڈیٹر) ناظرین
ذرا سوال کی داد دینا مہدی حسن صاحب
خدا جانے اپنے آپ کو اخفش و سیبویہ
کا جانشین سمجھے ہوئے تھے اور اپنے
معاصرین میں جیسا کہ پیچھے معلوم ہوا
اپنے علم کے لمبے چوڑے دعوے کیا کرتے
تھے مگر یہاں واقفیت عالم بالا معلوم شد
کا معاملہ ہو گیا - امید کی جاتی تھی کہ معقول
اور لطیف اعتراض کیا جاوے گا جو آج تک سننے
نہ سنا ہو مگر یہاں مہدی حسن بول اٹھے
بولے کہ توفی کی بحث صرف و نحو کے بغیر نہیں
آتی اور یہ صرف و نحو نہیں جانتے میاں
تم اپنی تو نبیڑ لو بیگانوں کی تمھیں کیا پڑی۔

حضرت اقدس اگر صرف و نحو نہیں
آتی تو کیا یہ میرا قصور ہے یہ تو کھایا اپنی [illegible]
ہے اس کے علاوہ میں قرآن کو بودھی بنانا
نہیں چاہتا قرآن شریف ہیون کیلئے ہی یہ
نازل ہوا اگر قرآن سے استدلال نہ کریں تو
کیا کسی شاستر سے کریں مسلمانوں کو

عربی سے ایک خاص تعلق ہے اور یہ اُن کی
بد قسمتی ہے جو وہ اس پر توجہ نہیں کرتے
مگر یہ مسئلہ تو ایسا صاف ہے کہ اس میں کسی
بڑے صرف و نحو کی بھی ضرورت نہیں
عام آدمی بھی جانتے ہیں کہ متوفی کے
کیا معنے ہوتے ہیں - باقی آئندہ -

احمدی قوم کی توجہ طلب ضروری بات

ہمارے پاس کبھی کبھی ایسی شکایتیں اندراج
اخبار کے لئے آتی ہیں کہ فلاں شخص نے حضرت
اقدس کے کسی مخلص مرید کے پاس جا کر اپنے
آپ کو حضرت اقدس کے مبائعین میں سے
بتایا اور زادراہ نہ ہونے کا عذر کر کے چندہ
کرایا اور پھر شہر بشہر ایسا کرتا گیا - یا جیسے
جمال الدین یہاں قادیان میں آ کے حضرت
حکیم الامت سے [illegible] بطور قرض لے کر
رفو چکر ہوئے اور پھر راہ میں چودھری
رستم علی صاحب سے کچھ رقم لی - غرض
ایسے یا اس کے رنگ میں اور قسم کی شکایتیں
آتی ہیں چنانچہ حال میں میر سلامت علی صاحب
جو بریلی کے رہنے والے دبلے پتلے لمبے قد
گورے رنگ خسی خسی ڈاڑھی نوجوان ہیں
اور چوڑی دار پاجامہ اور سر پر ترکی ٹوپی پہنتے
ہیں ان کے متعلق ایسی تحریریں ایسا نہیں
آئی ہیں کہ وہ امرتسر لودھیانہ - مالیرکوٹلہ
وغیرہ شہروں سے چندہ کراتے آئے
اور انبالہ میں اپنا بے سامان ہونا ظاہر کر کے
چودھری رستم علی صاحب سے کچھ لیا
اور آگے چل دئے - ہم کسی شخص پر تاوقتیکہ
اس سے پوری غداری اور دھوکہ دہی
ثابت نہ ہو بدظنی کرنے کا کوئی حق نہیں
رکھتے تاہم ایسا طریق تقوی کے خلاف
ضرور ہے اس لئے ہم احمدی قوم کو متوجہ
کرتے ہیں کہ بجائے اس کے کہ وہ پہلے چندہ
دیکر پھر افسوس ظاہر کرتے ہیں بہتر یہ ہے
کہ قادیان میں ایسے مسافروں کے لئے جو
حضرت اقدس کے پاس آتے ہیں اور اُن کے
پاس واقعی زادراہ نہیں ہوتا جسکی وجہ یہ
ہوتی ہے کہ راستہ میں کہیں چوری ہو گئی ہے
یا لوٹی [illegible] اور مصیبت پیش آئی ہو ایک فنڈ
رکھا جائے جس میں سے ان کو علی قدر
ضرورت دیا جایا کرے اور پھر شہر
بشہر چندہ کرنے کی ضرورت نہ رہے
اس ضرورت اور ایسی ہی اور بعض ضرورتوں
کی طرف مولانا مولوی نور الدین صاحب
نے کئی مرتبہ احباب کو توجہ دلائی ہے
مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس پر توجہ
نہیں کی جاتی ہمارے نزدیک اس سے
بہتر کوئی تجویز معلوم نہیں دیتی اور اگر
اس سے بہتر تجویز ہو تو اس پر غور کیا جاوے
بہر حال یہ ضروری امر ہے کہ اس قسم کی
شکایتوں کو رفع کیا جاوے۔

الحکم کے متعلق

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ الحکم کی خدمات
اور اس کی خوبیوں کے اعتراف کا دائرہ دن
بدن وسیع ہوتا جاتا ہے میرے پاس جس قدر
خطوط الحکم کی تعریف اور خوبیوں کے آتے
ہیں وہ اسقدر ہیں کہ اگر انکا مسلسل سلسلہ
بھی اخبار میں شروع کروں تو ختم نہ ہو اسکو
میں نے ایسے خطوط کے اندراج کی طرف
توجہ نہیں کی تاہم میں یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں
کہ اُنھوں نے میرے حوصلہ اور ہمت کو ضرور
بہت کچھ بڑھایا ہے - اس سال میں خدا
کے فضل سے عدم رسی اخبار کی شکایت بھی
بہت ہی کم رہی ہے بلکہ میں دعوے سے کہتا ہوں
کہ قریباً ۲ فیصدی ماہوار مضامین اور
ترتیب کاغذ چھپائی وغیرہ جملہ مراتب با
وجودیکہ پچھلے سال سے حجم دو چند ہے ہر طرح
سے قابل اطمینان رہے ہیں۔

مگر میں ناظرین سے پوچھنا چاہتا ہوں
کہ کیا الحکم کے متعلق انکا اتنا ہی فرض ہے
کہ وہ چند تعریفی الفاظ لکھکر ایڈیٹر کو خوش
کرنا چاہیں؟ ہرگز نہیں انکا فرض ہے کہ
وہ اس کی اشاعت کے دائرہ کو بڑھا دیں
میں اس سال کے اخیر تک اگر زندہ رہوں
اپنے ناظرین سے ایک ہزار خریداروں
کی درخواست کرتا ہوں جسکو
عنقریب ایک کھلی چٹھی کے ذریعہ شائع

ڈائری

حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

۲۶ اگست ۱۹۰۱ء
صبح بوقت سیر

فرمایا اچھی زندگی وہ ہے جو عمدہ ہو اگرچہ تھوڑی ہو۔ حضرت نوح کے مقابلہ میں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر بہت تھوڑی تھی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر نہایت سعید تھی تھوڑی سی عرصہ میں آپ نے بڑے بڑے مفید کام کیئے۔ انبیا کے اقوال میں ایک اثر ہوتا ہے کہ وہ اپنے ساتھ قوت قدسیہ رکھتے ہیں یہ قوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے زیادہ تھی دیکھو ایک آدمی کو سمجھانا اور راہ پر لانا کیسا مشکل ہوتا ہے مگر آنحضرت کے طفیل کروڑوں آدمی راہ پر آگئے۔ اسوقت دنیا میں تمام مذاہب کے مقابلہ پر سب سے زیادہ تعداد مسلمانوں کی ہے۔ بعض جغرافیہ والوں نے مسلمانوں کی تعداد کم لکھی ہے مگر محققین نے بڑے بڑے ثبوت دیکر اسبات کو ثابت کر دیا ہے کہ مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے کسی بات کا اثر دو طرح پر قائم رہتا ہے اعتقاداً و عملاً۔ اعتقادی طور پر ساری مسلمان کلمہ طیبہ لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ پر قائم ہیں اور عملی طور پر مثلاً سور کا نہ کھانا تمام مسلمانوں میں خواہ وہ کسی فرقہ یا ملک کے ہوں سب میں نہایت قوت کے ساتھ اسپر عمل ہوتا ہے۔ بدی کے ارتکاب میں سے جھوٹھ بولنا سب سے زیادہ آسان اور جلدی ہو سکنے والا ہی کیونکہ زنا چوری وغیرہ کے واسطے قوت مال ہمت دلیری چاہیئے۔ مگر جھوٹھ کے واسطے کسی چیز کی ضرورت نہیں صرف زبان ہلا دینی پڑتی ہے۔ باوجود اسکے صحابہ میں جھوٹ ثابت نہیں آنحضرت کے اصحاب میں سے کسی نے بھی جھوٹ نہیں بولا۔ دیکھو کتنا بڑا اثر ہے۔ لیکن اس کے مقابل حضرت عیسی کے حواریوں میں دیکھو۔ اپنے نبی کا عین اُس کی گرفتاری کے وقت انکار کر دیا ایک نے ۳۰ روپے لے کر اُسکو پکڑوا دیا۔ ایک حواری کہتا ہے کہ مسیح ایسے نشان دکھلائے کہ اگر لکھے جائیں تو دنیا میں نہ سمائیں۔ دیکھو یہ کتنا جھوٹھ ہے جو باتیں دنیا میں ہوئیں اور ہونے کے وقت سما گئیں وہ بعد میں کیونکر نہ سما سکتیں + رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعائیں سب سے زیادہ قبول ہوئیں۔

فرمایا قبولیت دعا کے واسطے چار شرطوں کا ہونا ضروری ہے تب کسی کے واسطے دعا قبول ہوتی ہے۔

شرط اول یہ ہے کہ اتقا ہو یعنی جس سے دعا کرائی جاوے وہ دعا کرنے والا متقی ہو۔ تقوی احسن و اکمل طور پر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں پایا جاتا تھا آپ میں کمال تقوی تھا۔ اصول تقوی کا یہ ہے کہ انسان عبودیت کو چھوڑ کر الوہیت کے ساتھ ایسا ملجاوے جیسا کہ لکڑی کے تختے دیوار کے ساتھ مل کر ایک ہو جاتے ہیں اس کے اور خدا کے درمیان کوئی شے حائل نہ رہے۔ امور تین قسم کے ہوتے ہیں ایک یقینی بدیہی یعنی ظاہر دیکھنے میں ایک بات بری یا بھلی ہے دوم یقینی نظری یعنی ویسا یقین تو نہیں مگر پھر بھی نظری طور پر دیکھنے میں وہ امر اچھا یا برا ہو سوم وہ امور مشتبہ ہوں یعنی اُن میں شبہ ہو کہ شاید یہ برے ہوں پس متقی وہ ہے کہ اس احتمال اور شبہ سے بھی بچے اور تینوں مراتب کو طے کرے۔ حضرت عمر کا قول ہے کہ شبہ اور احتمال سے بچنے گے لیئے ہم دس باتوں میں سے نو باتیں چھوڑ دیتے ہیں۔ چاہیئے کہ احتمالات کا سدباب کیا جاوے دیکھو ہمارے مخالفوں نے اسقدر تائیدات اور نشانات دیکھے ہیں کہ اگر اُن میں تقوی ہوتا تو کبھی روگردانی نہ کرتے ایک **کریم بخش** کی گواہی دیکھو جس نے رو رو کر اپنے بڑھاپے کی عمر میں جب کہ اس کی موت بہت قریب تھی یہ گواہی دی کہ ایک مجذوب گلاب شاہ نے پہلے سے مجھے کہا تھا کہ عیسی قادیان میں پیدا ہو گیا ہے اور وہ لدھیانہ میں آوے گا اور تو دیکھے گا کہ مولوی اُسکی کیسی مخالفت کریں گے اُس کا نام غلام احمد ہو گا۔ دیکھو یہ کیسی صاف پیش گوئی ہے جو اس مجذوب نے کی۔ کریم بخش کے پابند صوم و صلوات ہونے اور ہمیشہ سچ بولنے پر سیکڑوں آدمیوں نے گواہی دی جیسا کہ ازالہ اوہام میں مفصل درج ہے۔ اب کیا تقوی کا یہ کام ہے کہ اس گواہی کو جھٹلایا جاوے تقوی کی مضمون پر ہم کچھ شعر لکھ رہے تھے اُس میں ایک مصرع الہامی درج ہوا وہ شعر یہ ہے

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

اس میں دوسرا مصرعہ الہامی ہے جہاں تقوی نہیں وہاں حسنہ حسنہ نہیں اور کوئی نیکی نیکی نہیں۔ اللہ تعالی قرآن شریف کی تعریف میں فرماتا ہے کہ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ قرآن بھی اُن لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہوتا ہے جو تقوی اختیار کریں۔ ابتدا میں قرآن کے دیکھنے والوں کا تقوی یہ ہے کہ جہالت اور حسد اور بخل سے قرآن شریف کو دیکھیں بلکہ نور قلب کا تقوی ساتھ لے کر صدق نیت سے قرآن شریف کو پڑھیں

دوسری شرط قبولیت دعا کے واسطے یہ ہے کہ جس کے واسطے انسان دعا کرتا ہو اُس کے لئے دل میں درد ہو اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ۔

تیسری شرط یہ ہے کہ وقت اصفی میسر آوے ایسا وقت کہ بندہ اور اس کے رب میں کچھ حائل نہ ہو۔ قرآن شریف میں جو لیلۃ القدر کا ذکر آیا ہے کہ وہ ہزار

مہینوں سے بہتر ہے۔ یہاں لیلۃ القدر کے تین معنی ہیں۔ اوّل تو یہ کہ رمضان میں ایک رات لیلۃ القدر کی ہوتی ہے۔ دوم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بھی ایک لیلۃ القدر تھا یعنی سخت جہالت اور بے ایمانی کی تاریکی کے بعد وہ زمانہ آیا جبکہ ملائکہ کا نزول ہوا کیونکہ نبی دنیا میں اکیلا نہیں آتا بلکہ وہ بادشاہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ لاکھوں کروڑوں ملائکہ کا لشکر ہوتا ہے جو ملائک اپنے اپنے کام میں لگ جاتے ہیں اور لوگوں کے دلوں کو نیکی کی طرف کھینچتے ہیں۔ سوم لیلۃ القدر انسان کے لئے اس کا وقت اصفیٰ ہے۔ تمام وقت یکساں نہیں ہوتے۔ بعض وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عائشہؓ کو کہتے کہ ارحنا یا عائشہ یعنی اے عائشہ مجھکو راحت و خوشی پہونچا اور بعض وقت آپ بالکل دعا میں مصروف ہوتے جیسا کہ سعدی نے کہا ہے

وقت چنیں بودے کہ بجبرئیل و میکائیل پرداختے و دیگر وقت با حفصہ و زینب در ساختے۔

جتنا جتنا انسان خدا کے قریب آتا ہے یہ وقت اُسے زیادہ میسر آتا ہے۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ پوری مدت دعا کی حاصل ہو یہاں تک کہ خواب یا وحی سے اللہ تعالیٰ خبر دے محبت و اخلاص والے کو جلدی نہیں چاہیئے بلکہ صبر کے ساتھ انتظار کرنا چاہیئے۔

تفسیر القرآن

کا

پہلا پارہ قیمت عہ......
محصول ڈاک ذمہ خریدار
دفتر الحکم سے ملتا ہے

مختلف واقعات

بشپ کلکتہ کا جواب ناظرین کو یاد ہوگا کہ لارڈ بشپ کلکتہ نے پچھلے دنوں اوکسفورڈ میں ایک تقریر کی تھی جس کے یہ معنے کئے گئے تھے کہ بقول ان کے عیسائیوں کے بغیر کوئی شخص برٹش گورنمنٹ کی وفادار رعایا نہیں ہو سکتا۔ یا دوسرے الفاظ میں ہندو اور مسلمان بالکل وفادار رعایا نہیں ہیں۔ سر انٹونی مکڈانل صاحب لفٹننٹ گورنر ممالک شمال و مغربی صوبجات نے اس کی تردید کی تھی۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں کی وفاداری کو بدلائل قاطع ثابت کیا تھا۔ اس کے جواب میں بشپ صاحب کی چٹھی اخبار ٹائمز میں شائع ہوئی ہے جس میں انھوں نے بیان کیا ہے کہ۔ لفٹننٹ گورنر شمال و مغربی صوبجات جنکے الفاظ کا ہندوستان کے ایک پیغام تار میں حوالہ دیا گیا ہے۔ پھر اس تقریر کے انتخاب سے دھوکہ میں آئے جو میں نے ۹ جون گذشتہ کو اوکسفورڈ میں کی تھی۔ اس قسم کے انتخاب ہمیشہ تکلیف دہ ثابت ہوتے ہیں۔ شاید آپ کو یاد ہوگا کہ چند ہفتے گذرے ہیں کہ میں نے آپ کو ایک خبر کی صحت کرنے کے واسطے لکھا تھا جس میں میرے ہمیشہ کرسچن میڈیکل مشن بنگال کا کہیں درہ خیبر کے قریب موجود ہونا بیان کیا گیا تھا بیشک میں نے اوکسفورڈ میں یہ کہا تھا کہ ایام غدر کے نازک موقع پر ہندوستان کے دیسی عیسائی گورنمنٹ کے وفادار رعایا ثابت ہوئے تھے کسی شخص کو وفادار کہنا یا یہ کہنا کہ اس کے مذہب میں وفاداری کا قدرتی مادہ ہے اس اصرار یا مفہوم کے مساوی نہیں ہوتا کہ کوئی دوسرا شخص وفادار نہیں ہے۔ اگر میرے کسی الفاظ کا مدعا خاص کر اس موقع پر ہندوستان کے ہندو اور مسلمان آبادی کی وفاداری پر حرف لانا سمجھا جائے تو یہ نہایت ہی میرے رنج کا باعث ہوگا کیونکہ اس بیچ میں جو میں خیال کرتا ہوں لفٹننٹ گورنر ممدوح کا مشارٌ الیہ تھی میں نے اس عجیب و غریب اظہار وفاداری اور اندوہ والم کا تذکرہ کیا تھا جس کا حضور ملکہ معظمہ آنجہانی کی وفات پر تمام ہندوستان میں ثبوت ملا تھا۔

انتظام تبت تبت کی تازہ خبروں سے واضح ہوا ہے کہ لاسہ میں اندرونی کھلبلی مچ رہی ہے۔ ایک عام افواہ یہ ہے کہ آئندہ دلائی لامہ کو ملک کی حکومت کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اور یہ شخص صرف مذہبی معاملات میں اصالتًا یا وکالتًا شامل ہوا کرے گا۔ اور اس حال میں تمام دیوانی یا فوجداری امور وزیر کے اقتدار میں کئے جائیں گے جو عملی طور پر ملک کا اعلیٰ حاکم ہوگا۔ اس ملک میں چینیوں کو اپنا رسوخ قائم کرنا مدنظر ہے

عجیب بات ہے انگلستان کے موضع نارتھ ویلڈ واقع ضلع سیکس سے خبر آئی ہے کہ عرصہ پانچ ہفتہ کا گذرا ہے کہ وہاں ایک عورت مسز پگرم کو زنبور نے بازو پر ڈسا۔ دیر ہونے کے ساتھ ساتھ درد روز بروز بڑھتا گیا حتیٰ کہ زخم کی جگہ میں آماس پیدا ہوتا گیا۔ جس سے خوف ہوا کہ تمام خون زہر آلود ہو گیا ہوگا جھٹ ڈاکٹر کو بُلا کر وہاں چیرا دیا گیا تو ایک زندہ زنبور اس کے بیچ سے برآمد ہوا جو قریبًا نصف انچ لمبا تھا اب معلوم ہوتا تھا کہ بھڑ کاٹتے ہی زخم میں انڈا چھوڑ گئی ہوگی جس نے بدن کی گرمی سے اندر ہی اندر پرورش پائی ڈاکٹر فولر نے اس جانور کو احتیاط سے اپنے پاس رکھا ہوا ہے بہت ہی عجیب شکل کا ہے

زندگی حباب ہے قریباً ایک صدی گذری ہے کہ ولایت میں ایک شخص جالسن اپنا تمام اندوختہ وہاں کی ایک کمیٹی کو اس شرط پر دے گیا تھا کہ اس میں سے ایک گینی سالانہ اس شخصکو ملا کرے جو گورستان کے گرجا میں زندگی کے مثل حباب ہونے پر وعظ کیا کرے امسال یہ وعظ ہوگیا ہے اور اس فنڈ کے امینوں نے حسب معمول اس مخیر کی قبر کا معائنہ کیا۔

برٹش جزائر میں طوفان

عرصہ دراز کی گرمی اور امساک باراں کے بعد لندن میں بہت بھاری طوفان آیا میٹرو پولیٹن ریلوے کچھ دیر تک بند رہی کیونکہ تمام لین پر پانی پھر گیا تھا اور اسقدر غیر معمولی اولے برسے کہ وکٹوریہ منار یونین جیک کے جھنڈے کے پرخچے اُڑ گئے۔ اور ڈیڑھ گھنٹہ کے اندر اڑھائی انچ بارش ہوئی۔ جزیرہ کے دیگر حصوں میں بھی مینہ برسا۔

شاہوں کی ڈاک برلن کے ایک اخبار نے یورپ کے نامور اشخاص کی روزانہ ڈاک کا مقابلہ کیا ہے۔ جس میں پوپ کا نمبر سب سے بڑھا ہوا ہے ان کے پاس ہر روز بائیس تئیس ہزار خطوط اور اخبارات پہونچتی ہیں۔ اس کے بعد شاہ ایڈورڈ ہفتم کے پاس تین ہزار اخبار اور ایک ہزار خطوط پہونچتے ہیں۔ زار روس اور قیصر جرمنی کی روزانہ ڈاک مساوی ہے جنکو چھ سات سو خطوط ہر روز موصول ہوتے ہیں۔ پوپ صاحب کے پورے پینتیس سیکرٹری ہیں جو ڈاک کے اس انبار کا فیصلہ کرتے ہیں۔ قیصر جرمنی زیادہ تر خطوط اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں۔

مدرسہ تحقیقات لورپول میں کچھ عرصہ سے ایک ایسا مدرسہ قائم ہے جہاں سے طلبا مختلف امراض کی تحقیقات اور تفتیش کے واسطے گرم ممالک کو بھیجے جاتے ہیں۔ اسوقت تک سات مہمیں اس قسم کی تحقیقات کے واسطے روانہ ہو چکی ہیں اور اب آٹھویں دفعہ میجر رانلڈ راس کی سفارش سے ایک خاص افسر جزیرہ ہالہرسٹ کو روانہ کیا گیا ہے جو ملیریا بخار کی ماہیت اور اس کا علاج دریافت کریگا۔ اس قسم کی تحقیقاتوں کے نتائج بذریعہ اخبارات اور رسالوں کے مشتہر کیے جاتے ہیں جنکو لوگ نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

رسم تاج پوشی ۔ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں یہ رسم غالباً ۵ م جون ۱۹۰۲ء کو ادا کی جائے گی۔ اسوقت کوئی حکمراں بادشاہ موجود نہ ہوگا۔ غالباً شاہان ڈنمارک یونان پرتگال اور گرینڈ ڈیوک آف ہیسی بلحاظ رشتہ داری شامل ہوں گے

ہائی سکول نسوان پچھلے سال ٹرکش ہائی سکول نسوان قسطنطنیہ کی جن لڑکیوں نے سند قابلیت حاصل کی ہے ان کی ساخت کی تصویریں قالین اور زر دوزی کام کی اشیا سلطان المعظم کی خدمت میں پیش کی گئیں۔ جنکو حضور محتشم الیہا نے نہایت خوشی کے ساتھ منظور فرمایا۔

صنعتی امتحان بنارس میں سنارٹ ہنڈ رائٹنگ اور تجارتی تعلیم کا ایک مدرسہ قائم ہے جس کا سالانہ امتحان ماہ حال میں اسی انسٹیٹوٹ کے مکان میں ہوگا۔ مجلس ممتحان ولایت سے سوالات تیار کر کے بھیجیں گے۔

آبپاشی مصر مصر میں آبپاشی والے تالابوں کی تعمیر نہایت سرعت کے ساتھ جاری ہے ان میں دریائے نیل کے پانی کا ذخیرہ جمع رہے گا۔ تاکہ خشک سالی میں پانی کی کمی محسوس نہ ہوا کرے۔ سال رواں میں تین لاکھ باون ہزار مکعب گز عمارت تیار کی گئی ہے جس پر بیس ہزار چھ سو ٹن سیمنٹ خرچ کیا گیا ہے جو سب کا سب انگلستان سے بہم پہونچایا گیا تھا۔ گذشتہ نومبر سے لے کر ہر روز سولہ ہزار آدمی کام کرتی ہیں جنمیں نوے فیصدی مصری مزدور اور باقی انگریز یا اٹیلین کاریگر ہیں۔

بہت اچھا ہوا رنگوں کیطرح کلکتہ میں بھی قطعی حکم دیا گیا ہے کہ کسی شراب خانہ یا ہوٹل میں کوئی عورت ملازم نہ رکھی جائے۔ شراب خانہ والے اور ہوٹل والے اپنی دوکان کی گرم بازاری کے واسطے اکثر حسین عورتوں کو ملازم رکھ لیا کرتے ہیں جو بعید از اخلاق ہے ہوٹل والے تو اس حکم سے سخت ناراض ہیں مگر گورنمنٹ کو بدتہذیبی کی اصلاح بہرحال منظور ہے۔

ایک تازہ رشتہ انگلستان اور جرمنی کے مابین ایک تازہ رشتہ پیدا ہونے کی صورت رونما ہے۔ لندن کے ایک پیغام تار سے واضح ہوا ہے کہ ہز رائل ہائنس ڈیوک آف کناٹ کی صاحبزادی کے ساتھ ولیعہد جرمنی کے منسوب ہونے کی خبر ہے چنانچہ پچھلے دنوں ولیعہد ممدوح اسی غرض سے رونق افروز لندن ہوئے تھے اس رشتہ کے منوط و مربوط ہونے سے انگلستان اور جرمنی کے شاہی خاندانوں میں بہت بھاری قرابت اور یگانگت پیدا ہو جائیگی۔ گو یورپین سلطنتوں پر شاہی خاندانوں کے رشتوں سے چنداں اثر نہیں پڑتا تاہم خیر خواہان امن کے نزدیک اس قسم کے رشتے کچھ نہ کچھ رسوخ ضرور دکھلانے سے نہیں رکتے۔

توجہ کرو

حضرت **مسیح موعود**ؑ کے اغراض و مقاصد سے باخبر اور ان کے پورا کرنے کے لئے تن من دھن سے مدد دینے والے بزرگو! آپ کو کن الفاظ میں **مدرسہ تعلیم الاسلام** کی امداد کے لئے متوجہ کیا جاوے۔ پچھلے دو تین مہینوں میں آمدنی اس قدر کم ہوئی ہے کہ اس کی رسید زیر طبع کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ مدرسہ کے اخراجات اور اس کی ضروریات یوماً فیوماً بڑھ رہی ہیں اس کے مقابلہ میں چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ کی ہمتوں اور مساعی میں بھی ترقی ہوتی مگر نہیں معلوم کیوں بے پروائی کو کام میں لایا جاتا ہے۔ اس وقت ماہواری مستقل اخراجات تین سو روپیہ کے قریب ہو چلے ہیں اور عمارت کے اخراجات مزید برآں۔ حضرات **ٹرسٹیان** اپنے ماہواری چندے باقاعدہ ارسال فرمائیں دوسروں کو ٹرسٹی بنانے کی کوشش کریں۔ ماہواری چندہ دینے والے حسب توفیق ان چندوں میں ایزادی کریں اور باقاعدہ ارسال کریں۔ **والنیٹر** اپنے فرض منصبی کی طرف متوجہ ہوں۔ ہم بڑے بڑے بیدار کرنے والے الفاظ اس تحریر میں استعمال کر سکتے تھے مگر ہمارے نزدیک حقائق پرست قوم کے سامنے زمانہ کے چکنے چپڑے الفاظ سے کام لینا مناسب نہیں سمجھا گیا بلکہ ہمیں حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی یہ معرفت کا نکتہ بہت پسند آیا جو انھوں نے ایک دفعہ فرمایا کہ میں تو یہ خیال کرنا کہ **الفاظ بھی اثر انداز ہو سکتے ہیں شرک سمجھتا ہوں**۔ الغرض ضرورت ہے کہ مدرسہ کی امداد کی طرف پوری توجہ کی جاوے اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ **احمدی قوم** توجہ کرے گی اور آیندہ کے لئے اپنی اس عادت کو دور کرے گی کہ بدون توجہ دلائے وہ توجہ ہی نہ کرے۔ نہیں بلکہ مدرسہ کی ضروریات ہر آن سامنے رہنی چاہیئں اور ہر مناسب موقع اور تقریب پر اسے بھولنا نہ چاہیئے۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس **مسیح موعود** علیہ السلام مع جمیع ممبران خاندان بحمد للہ بخیریت اور تندرست ہیں۔

۲۔ یہ ہفتہ بھی بارش سے خالی گیا۔ ابر محیط آسمان ہے۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے کیا عجب کہ باران رحمت برسکر نہال کر دے۔

۳۔ اس ہفتہ دار الامان میں بہت سے لوگ آئے منجملہ اُن کے جناب ڈاکٹر خلیفہ **رشید الدین** صاحب رام پور سے تین ماہ کی رخصت لے کر تشریف لائے آپ کے ہمراہ ایک معمر بزرگ حاجی شاہ عبد القادر صاحب نقشبندی چشتی بھی ہیں اور لاہور سے ڈاکٹر **نور محمد** صاحب تشریف لائے۔ اور مرزا **خدا بخش** صاحب مالیر کوٹلہ سے تشریف لائے چند روز رہ کر واپس چلے گئے مولوی **محمد اکرم** صاحب ابھی تک تشریف رکھتے ہیں۔

۴۔ **خطبہ الہامیہ** کا ایک حاشیہ طبع ہو رہا ہے اس کے بعد حضرت اقدس نظر ثانی فرمائیں گے اور یوں خطبہ الہامیہ کی اشاعت غالباً ایک ماہ یا ضرورت پڑی تو اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے معرض توقف میں ہے۔ اشاعت پر اعلان کر دیا جائے گا۔

۵۔ خاکسار ایڈیٹر اپنے کنبہ سمیت پچھلے کئی دنوں سے موسمی عوارض سے بیمار رہا ہے دعا کریں کہ اللہ تعالے اپنے فضل و کرم سے احباب کی خدمتگذاری کے لئے پوری صحت عطا فرماوے۔

۶۔ دار الامان قادیان اور سری گوبند پور والی لائن پر ڈاک کچھ عرصہ سے ہمیشہ بدیر پہونچتی تھی مگر اب منشی تیج بھان قائم مقام اورسیر کی کوشش اور مستعدی سے قادیان میں ٹھیک ۱۲ بجے پہونچنے لگی ہے منشی تیج بھان ایک ہوشیار اور مستعد آدمی ہے۔ چنانچہ بٹالہ کے ڈاک خانہ کے متعلق جو منی آڈر کھائے گئے ہیں اس مقدمہ کے برآمد کرنے میں بھی اس نے اپنی قابلیت کا ثبوت دیا ہے۔ سابق اورسیر چونکہ ایک بڈھا آدمی ہے اور اس کی نظر بہت ہی کمزور ہے اس لئے وہ محنت برداشت نہیں کر سکتا کیا اچھا ہو کہ اُسکو پنشن دی جاوے اور اسکو مستقل کیا جاوے ہم آیندہ عند الضرورت محکمہ ڈاک کو اسپر توجہ دلائیں گے۔

قصبہ قادیان کی صفائی

ہم صاحب سول سرجن بہادر ضلع گورداسپور کے شکر گذار ہیں کہ انھوں نے ہماری چٹھی متعلقہ انتظام صفائی قصبہ قادیان پر توجہ فرما کر تحصیلدار صاحب بٹالہ کے نام مناسب احکام صادر فرمائے ہیں ہم کو معلوم ہوا ہے کہ تحصیلدار صاحب بٹالہ نے بھی ذیلدار ڈلہ کو بنا بر صفائی حکم بھیجدیا ہے لیکن ۳۰ اگست سنہ ۱۹۰۱ء تک یعنی اخبار کے ختم ہونے کیوقت تک ذیلدار مذکور کی طرف سے کسی قسم کی کارروائی جہاں تک ہمارا علم ہے نہیں کی گئی۔ ہم نہایت افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ نہیں معلوم کیوں ایسی ضروری امر کی طرف اب تک (باوجودیکہ افسران بالا دست کی طرف سے احکام صادر ہو چکے ہیں) ذیلدار مذکور نے توجہ نہیں کی ہم تحصیلدار صاحب بٹالہ کو اس معاملہ پر نوٹس لینے کی تحریک کرتے ہیں۔ بہر حال قادیان کی پبلک کو صاحب سول سرجن نے اپنی اس مہربانی سے مشکور ہونے کا موقع دیا ہے۔ لیکن اگر ہم سول سرجن صاحب

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا